﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللهِ يُؤتِيهِ مَن يشاء ☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰى اَن يَّبعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً محموداً﴾ (بنی اسرائیل:٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:۔ نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۱۹/دسمبر ۱۹۹۷ء شمارہ ۵۱

۱۸/شعبان ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۱۹/فتح ۱۳۷۶ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

خدا تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے منزہ و مقدس کرے

اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو، سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کئے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ میں کب اس میدان کے قابل ہو سکتا تھا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اس کے دین کی عزت ظاہر ہو۔ میں نے ایک وقت ان اعتراضات اور حملات کو شمار کیا تھا جو اسلام پر ہمارے مخالفین نے کئے ہیں تو ان کی تعداد میرے خیال اور اندازہ میں تین ہزار ہوئی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اب تو تعداد اور بھی بڑھ گئی ہوگی۔ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اسلام کی بنا ایسی کمزور باتوں پر ہے کہ اس پر تین ہزار اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ اعتراضات تو کوتاہ اندیشوں اور نادانوں کی نظر میں اعتراض ہیں۔ مگر میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے جہاں ان اعتراضات کو شمار کیا، وہاں یہ بھی غور کیا ہے کہ ان اعتراضات کی تہہ میں دراصل بہت ہی نادر صداقتیں موجود ہیں جو عدم بصیرت کی وجہ سے معترضین کو دکھائی نہیں دیں اور درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جہاں نابینا معترض آکر اٹکا ہے وہیں حقائق و معارف کا مخفی خزانہ رکھا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائنِ مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو ان درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے۔ اس سے ان کو پاک صاف کروں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے منزّہ و مقدس کرے۔

الغرض ایسی صورت میں کہ مخالفین قلم سے ہم پر وار کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں کس قدر بیوقوفی ہوگی کہ ہم ان سے لٹھم لٹھا ہونے کو تیار ہو جائیں۔ میں تمہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ ایسی صورت میں اگر کوئی اسلام کا نام لے کر جنگ و جدال کا طریق جواب اختیار کرے تو وہ اسلام کا بدنام کرنے والا ہوگا۔ اور اسلام کا کبھی ایسا منشاء نہ تھا کہ بے مطلب اور بلا ضرورت تلوار اٹھائی جائے۔......اب زمانہ کے ساتھ حرب کا پہلو بدل گیا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ سب سے پہلے اپنے دل اور دماغ سے کام لیں اور نفوس کا تزکیہ کریں۔ راستبازی اور تقویٰ سے خدا تعالیٰ سے امداد اور فتح چاہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک اٹل قانون اور مستحکم اصول ہے۔ اور اگر مسلمان صرف قیل و قال اور باتوں سے مقابلہ میں کامیابی اور فتح پانا چاہیں تو یہ ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ لاف و گزاف اور لفظوں کو نہیں چاہتا۔ وہ تو حقیقی تقویٰ کو چاہتا ہے اور سچی طہارت کو پسند فرماتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے ﴿انَّ اللہ مَعَ الذینَ اتّقوا والذینَ هُم مّحسنون﴾ (النحل:۱۲۹)۔

(ملفوظات جلد اول طبع جدید صفحہ ۳۸، ۳۹)

آئندہ جماعت کے پھیلنے کا ہماری جماعت کی تربیت کی اہلیت سے تعلق ہے

نماز پر خطبات کے نتیجہ میں جو عالمی انقلاب برپا ہو رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اہلیت بڑھانے کا انتظام کیا ہے۔

اگر پاکستان کا بنیادی قانون اسی طرح انصاف کو نظر انداز کرتا رہا تو پھر یہ قانون خود اس ملک کو چاٹ جائے گا جس ملک نے ہمارے بنیادی حقوق چاٹے ہیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۵/دسمبر ۱۹۹۷ء)

لندن (۵/دسمبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے فرمایا کہ گزشتہ جمعہ پر میں نے پاکستان کے حالات پر تبصرہ کیا تھا اور کچھ اندازے پیش کئے تھے۔ میں نے اندازہ پیش کیا تھا کہ پاکستان میں فسق و فجور کا جو سیلاب اونچا ہو رہا ہے اس نے بالآخر عدالت عظمیٰ یا سپریم کورٹ کو بھی ڈبونا ہی ڈبونا ہے۔ میں نے اندازہ پیش کیا تھا کہ ممکن ہے اس سیلاب کے نتیجہ میں وہ کانسٹی ٹیوشن ہی بہہ جائے جس نے

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔

ہفتہ، ۲۹/نومبر ۱۹۹۷ء:

آج حضور انور کی بچوں کے ساتھ ملاقات کا دن تھا جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد ایک بچی نے بہت ہی دلچسپ انداز میں ہارٹلے پول کی بچوں کی ٹرپ کی روئداد بیان کی۔ اسی طرح ایک اور بچے نے بھی اس سفر کے متعلق لکھی ہوئی تقریر پڑھی۔ حضور انور نے نصیحت فرمائی کہ بچوں کو چاہئے کہ وہ بڑوں سے تقریر کا مواد سنا کریں لیکن پھر اپنی سادہ زبان میں تحریر کیا کریں۔

اتوار، ۳۰/نومبر ۱۹۹۷ء:

آج انگریزی بولنے والے زائرین نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ اس مجلس میں پوچھے گئے سوالات مع مختصر جوابات اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہیں:

☆......تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون سے پہلے کی بہت سی تہذیبیں تھیں جو مٹ گئیں تو کیا یہ ماڈرن مغربی تہذیب بھی تباہ ہو جائے گی؟ حضور انور نے فرمایا کہ یہ خود مانتے ہیں کہ وہ ہلاکت کے گڑھے کی طرف جا رہے ہیں۔

☆......نوجوان جوڑوں میں طلاق کا رجحان بہت عام ہو رہا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ حضور نے اس مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اس کی وجہ نوجوانوں کی بے راہ روی اور آزادانہ زندگی کا فیشن ہے۔ شادی کے بندھن سے پہلے وہ پوری آزادی کے ساتھ شادی والی زندگی گزارتے رہتے ہیں اور شادی کے بعد جب ذمہ داریاں آ پڑتی ہیں اور شادی کے قوانین میں جکڑے جاتے ہیں تو طلاق کے ذریعے راہ فرار اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے عوام کو بنیادی اخلاقی تعلیم کی ازحد ضرورت ہے۔

☆......کیا باکسنگ (Boxing) کو Ban کر دینا چاہئے کیونکہ اس سے دماغی نقصان کا خطرہ ہے؟ حضور انور نے فرمایا ہر کھیل میں حادثہ ہو سکتا ہے اس لئے Ban کرنے کی ضرورت نہیں ہاں البتہ Rules بنائے جا سکتے ہیں۔

☆......میں Paganism پر ریسرچ کر رہا ہوں جو تقریباً Witchcraft ہے۔ Pagan لوگوں کو بہت شکایت ہے کہ ہمارے خلاف غلط پراپیگنڈہ ہو رہا ہے اور ہم سے ہمدردی کا سلوک ہونا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مجھے کسی بھی ایسے Claim سے کوئی ہمدردی نہیں۔ کیونکہ ان کی کوئی مذہبی بنیاد نہیں۔ یہ صرف Cults ہیں اور توہم پرستی کا شکار ہیں۔ جب انسان خدا پر ایمان نہیں رکھتا تو خود ساختہ خداؤں کی پرستش کرنے لگتا ہے۔

☆......انتقام کی اسلامی تعلیم کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا کسی ملکی حکومت کے خلاف پروٹسٹ کی اجازت ہے؟ حضور نے فرمایا کسی بھی ملک میں رہتے ہوئے اس ملک کے قوانین کی اطاعت ضروری ہے۔ کسی پروٹسٹ کی اجازت نہیں۔ صرف یہ ہو سکتا ہے کہ اس ملک کو چھوڑ دیں اور باہر جا کر پروٹسٹ کر سکتے ہیں اور یہی ہجرت کا مطلب ہے۔

☆......کیا کسی غیر معروف شخص کا خون دینے سے خون لینے والے کی روحانیت کو نقصان پہنچ سکتا ہے؟ حضور نے فرمایا کوئی روحانی نقصان تو نہیں ہوگا لیکن جسمانی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کے خون میں کسی بیماری کے جراثیم موجود ہوں۔ حضور انور نے مزید فرمایا کہ خون زندگی بچانے کے لئے دیا جاتا ہے اور زندگی بچانے کے لئے سؤر کا گوشت کھانے کی بھی اجازت ہے۔

☆......حدیث میں آتا ہے کہ دنیا مومن کے لئے جہنم اور کافر کے لئے جنت ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ اصل حدیث یہ ہے کہ "الدنیا سجن للمومن و جنة للکافر" یعنی دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔ یعنی مومن اپنی زندگی قواعد و ضوابط اور اخلاقیات کی پابندی میں گزارتے ہیں اور کافر کسی ضبط کے پابند نہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔

☆......اس کے علاوہ چند دیگر سوالات یہ تھے: ☆......وقف نو کے بارہ میں سوالات، افریقہ کے سیاسی اور اقتصادی بحران میں جماعت کیا حل پیش کرتی ہے، ☆......نائجیریا میں ایم ٹی اے ڈش بہت کم لوگوں کے پاس ہے کیونکہ وہ خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ بات درست نہیں کیونکہ ہم نے ڈش کے Central Box وغیرہ کا ان کے لئے ہانگ کانگ سے بہت سستی قیمت پر انتظام کیا تھا لیکن انہوں نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ ☆......کیا انسان جانور سے Evolve ہوا ہے یا سیدھا کیچڑ سے بنا؟۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

ظلم و تعدی کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ مضمون یہی تھا جس سے بہت سے احمدی یہ امید لگا بیٹھے تھے کہ اس دفعہ وہ کانسٹی ٹیوشن جس نے احمدیوں پر ظلم و ستم روا رکھا ہے اس میں بہہ جائے گی۔ اس سلسلہ میں چند باتیں ہیں جو سر دست خواہ پوری ہوتی نہ دیکھیں مگر آئندہ ضرور پوری ہوتے دیکھیں گے۔ انشاء اللہ۔ حضور نے فرمایا کہ خیال یہ تھا کہ سپریم کورٹ جس آئینی بحران کا شکار ہو چکی ہے اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ آئین جس نے عدالت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے وہ آئین ہم سے رخصت ہو اور نیا آئین ایسا بنے جس میں انصاف اور تقویٰ پر بنا ہو۔ یہ توقع تھی اور اس توقع کی وجہ ملک کی خیر خواہی تھی۔ کیونکہ آئین اسی طرح رہنے دیا گیا تو یہ آئین ملک کو برباد کر دے گا۔ اگر یہ آئین توڑ دیا گیا تو بہتر ہے ورنہ یہ آئین ملک کو توڑ دے گا۔ حضور نے فرمایا یہ کیسے اور کب ہوگا اللہ بہتر جانتا ہے۔ مگر میرا یہ اندازہ تھا کہ شاید ابھی ارباب حل و عقد کو اتنی ہوش آ چکی ہو کہ یہ آئین کسی کام نہیں آ سکتا اور اس آئین کے ساتھ اس ظلم کا بھی پھاڑا جانا ضروری تھا جو جماعت احمدیہ سے وابستہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس میں جتنی دفعہ بھی تبدیلی کی کوشش کی گئی ہے ہر دفعہ انصاف کے اس تقاضے کو بھلا دیا گیا کہ یہ وہ آئین نہیں جس کا قائد اعظم نے ذکر کیا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر یہ بنیادی ملک کا قانون اسی طرح انصاف کو نظر انداز کرتا رہا تو پھر یہ قانون خود اس ملک کو چاٹ جائے گا جس ملک نے ہمارے بنیادی حقوق چاٹے ہیں۔ حضور نے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ابھی کچھ حالات بدلے ہیں مگر آئینی بحران جاری ہے۔ آئندہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا یہ اللہ کو علم ہے۔ بہت سے مقدمات جواب جاری ہوئے ہیں پاکستان کا بھیانک تصور دنیا میں پیش کر رہے ہیں۔ یہ حالات مستقل جاری نہیں رہ سکتے۔ جس ملک میں اس قسم کا فساد ہے آخر وہاں کچھ نہ کچھ انقلاب آنا چاہئے۔ اگر وہ انقلاب اس آئین کو بہانہ لے گیا تو یہ آئین اس ملک کو بہا لے جائے گا۔ حضور نے افراد جماعت کو اس ملک کے لئے دعائیں کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اکثر احمدیوں کا یہ وطن نہیں ہے لیکن اگر میرا وطن ہے یا ان کا وطن ہے جن کی کوششوں سے تمام دنیا میں احمدیت پھیل رہی ہے تو اس حد تک اس سے ہمدردی ہونی چاہئے۔ دعائیں کریں کہ آراء تبدیل کی جائیں اور ملک ہاتھ سے جاتا نہ رہے۔

حضور ایدہ اللہ نے دعا ہی کے تعلق میں خطبہ کے اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا کہ اکثر احمدی خاندان ایسے ہیں جو لکھ رہے ہیں کہ ہماری نمازوں کی کایا پلٹ گئی ہے۔ جماعت جس تیزی سے دنیا میں پھیل رہی ہے وہ ملینز (Millions) میں پہنچ چکی ہے۔ بعید نہیں کہ اس سال ۵۰ لاکھ تک پہنچ جائے۔ حضور نے فرمایا کہ آئندہ جماعت کے پھیلنے کا ہماری جماعت کی تربیت کی اہلیت سے تعلق ہے۔ میری یہ دعا ضرور رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اہلیت بڑھا دے۔ نماز پر خطبات کے نتیجہ میں جو عالمی انقلاب برپا ہو رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اہلیت بڑھانے کا انتظام کیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف ارشادات پڑھ کر سنائے اور ساتھ ساتھ ضروری امور کی وضاحت فرمائی جن میں خصوصیت کے ساتھ نماز میں لذت کے حصول کے طریق اور عبودیت اور ربوبیت کے رشتہ کی حقیقت پر روشنی ڈالی۔ حضور نے بتایا کہ نماز میں لذت کے حصول کے لئے استقلال اور پویا قدم درکار ہیں۔ حضور نے یہ بھی نصیحت فرمائی کہ کوشش کریں کہ ہر نماز میں نماز کا کوئی حصہ اپنے لئے خاص کر لیں اور اس خاص حصے پر غور کریں۔

☆......☆......☆......☆

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

سوموار، یکم/دسمبر ۱۹۹۷ء :

آج ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۹۷ جو یکم مئی ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کی گئی۔ سلیشیا اور اس کے انسانی جسم پر اثرات کا طویل ذکر جاری رہا۔

منگل، ۲/دسمبر ۱۹۹۷ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۱۷ لی جو سورہ السجدہ کی آیت نمبر ۲۸ سے شروع ہوئی۔ اس آیت میں لوگوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ بنجر اور صحرائی علاقہ جو براہ راست بارش سے محروم رہتا ہے ہم ارد گرد کے پہاڑوں سے پانی کے بہاؤ کو ایسی زمینوں کی طرف پھیر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ صحرا جو ہر قسم کے بیجوں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں اور پھلوں اور زرعی نباتات سے وہاں کے حیوان و انسان سب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وحی کا بھی یہی حال ہے۔ بعض دفعہ وحی الٰہی کا نزول کسی اور مقام پر ہوتا ہے اور روحانی زندگی اگانے کی صلاحیت رکھنے والے تمام اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

سورہ الاحزاب کے آغاز میں خدا تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو اپنے علم اور حکمت پر مبنی وحی پر کمال فرمانبرداری کے ساتھ عمل کرنے کی تاکید اسلئے فرما رہا ہے کہ اس سورہ میں خاتم النبیین کا اعلان ہوا اور منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی کے ساتھ شادی کو جائز قرار دیا گیا۔ بات یہ تھی کہ حضرت زیدؓ عوام میں آنحضرت ﷺ کے لے پالک کے طور پر معروف تھے۔ اور حضورؐ کے ایماء پر ہی حضرت زینبؓ کی شادی آپ کے ساتھ ہوئی تھی جو طلاق پر منتج ہوئی۔ آنحضرتؐ ان کی مطلقہ بیوی سے شادی کرنے سے اس وجہ سے گھبرا رہے تھے کہ لوگوں کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کافرین اور منافقین کی چہ میگوئیوں کی بالکل پرواہ نہ کر۔

اسی طرح سے رشتوں کی مزید وضاحت کے تعلق میں آیت نمبر ۵ میں بھی یہی حکم الٰہی ہے کہ منہ کے کچھ کہنے سے رشتے نہ بنتے ہیں نہ ٹوٹتے ہیں۔ خاوند کے بیوی کو ماں کہہ دینے سے وہ ہرگز ماں نہیں بن جاتی لیکن یہ ایک انتہائی گستاخانہ اور ناپسندیدہ کلمہ ہے جو ماں کی حرمت اور عزت پر حرف لاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ عرب میں شرارت کی وجہ سے جب وہ بیوی سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے تھے تو اس طرح کے کلمات کہہ دیا کرتے تھے۔ قرآن مجید نے اسے سخت ناپسند فرمایا ہے۔

بدھ، ۳/دسمبر ۱۹۹۷ء :

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۱۸ ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ آج کی کلاس سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۱۰ سے شروع ہوئی۔ یاد رہے کہ جیسا کہ اس سورۃ کے نام سے ظاہر ہے مدینہ کے گرد کے تمام گروہوں نے اکٹھے ہو کر حملہ کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا کہ اسلام کو ختم کر دیں۔ اور یہ وہ مقام تھا جس میں مومنین بھی آزمائے گئے تھے لیکن وہ ثابت قدم رہے۔ جب اتنے بڑے لشکر کو حملہ آور ہوتے دیکھا تو منافقین اور کمزور ایمان والوں نے شک و شبہات سے پر باتیں کرنی شروع کر دیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے ساتھ ایسے ہی جھوٹے وعدے کئے تھے اور بہانوں سے میدان چھوڑنے کے لئے اجازت طلب کرنے لگے۔ خدا تعالیٰ نے ان آیات میں ایسے لوگوں کے باطن پر خوب روشنی ڈالی ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کا بھلا ہرگز نہیں چاہتے اور ان کی دلی تمنا یہ تھی کہ احزاب ان پر تو حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہنچائیں لیکن ہم ان سے دور بدوؤں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ان پر جنگ میں پیش آنے والے مصائب کے حالات پوچھا کریں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال و افعال کو ضائع کر دیا۔ اس کے برعکس مومنین نے احزاب کو دیکھا اور خدا اور اس کے رسول کے وعدوں کو سچا پایا اور ان کے ایمان اور بھی مستحکم ہو گئے۔ جنگ احزاب میں مسلمانوں کو بہت کم لڑائی کرنی پڑی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسا رعب طاری ہوا کہ دشمن بھاگ گیا۔ اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کو بہت سا دشمن کا علاقہ اور جائیدادیں اور اموال غنیمت کے طور پر حاصل ہوئے اور ان کے علاوہ ایک اور فتح کی پیشگوئی یعنی فتح خیبر کی بھی ملی۔

آیت نمبر ۲۷ تک جنگ میں پیش آنے والے حالات، منافقین کی ریشہ دوانیوں اور مسلمانوں کی شاندار فتح کے بعد اچانک خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ازواج مطہرات کو مخاطب کرنے کا ارشاد فرمایا اور یہ خطاب آخر رکوع تک چلتا ہے۔ حضور انور نے تشریح فرمائی کہ جنگ احزاب سے قبل سب ازواج مطہرات سادہ غریبانہ زندگی بسر کر رہی تھیں لیکن اس جنگ میں بہت سا مال غنیمت حاصل ہونے کیوجہ سے وہ یہ امید کر سکتی تھیں کہ اب خوشحالی کی زندگی بسر ہو۔ لیکن خدا تعالیٰ کا حکم یہی تھا کہ انہیں اپنی زندگی کو اسی طرح سادگی اور پاکیزگی سے گزارنا ہوگا چنانچہ ان خواتین مبارکہ نے برضا و رغبت وفاداری کے ساتھ حضور اکرمؐ کا ساتھ دیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ شیعوں نے ان مقدس خواتین پر اپنی زبانیں دراز کیں اور چرکے لگاتے رہے جنہوں نے خدا اور رسول کو دنیا کی ہر چیز پر ترجیح دی تھی۔

جمعرات، ۴/دسمبر ۱۹۹۷ء :

آج ۲/مئی ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کی گئی ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۸۰ نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ ہوئی۔ حضور انور نے فرمایا کہ موت سے پہلے انسانی نظام حیات میں ہومیو پیتھی ضرور اپنا رد عمل دکھاتی ہے۔ اس لئے علامتوں کو سمجھنا ضروری ہے۔ انسانی جسم اپنے آپ کو سنبھالنے کی تمام صلاحیتیں رکھتا ہے۔

جمعۃ المبارک، ۵/دسمبر ۱۹۹۷ء :

آج فرنچ بولنے والے زائرین کا وہ ملاقات کا پروگرام نشر کیا گیا جو یکم دسمبر ۱۹۹۷ء کو حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ریکارڈ کیا گیا تھا۔ محترم عطاء المجیب صاحب راشد نے پروگرام کے آغاز میں تعارف کے طور پر چند الفاظ کہے کہ آج کا یہ پروگرام خاص طور پر ترتیب دیا گیا ہے اور مکرم عبدالغنی جہانگیر صاحب نے فرنچ مترجم کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دئے۔ جونہی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سٹوڈیو میں رونق افروز ہوئے سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا جو درج ذیل ہے :

☆...... مسلمانوں کے خلاف مغربی دنیا میں اتنی سخت دشمنی کیوں پائی جاتی ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ مغرب میں بہت سے لوگوں اور پادریوں اور پرنس چارلس کے دلوں میں اسلام کے لئے ہمدردی کے جذبات ہیں اور مخالفت کی وجوہات مسلمانوں کی خود پیدا کردہ ہیں اور ان کی حماقت کا نتیجہ ہیں۔ آج ہی سوئٹزرلینڈ سے خط موصول ہوا ہے کہ وہاں کے اخباروں میں احمدیت کے متعلق اچھے خطوط اور مضامین لکھنے کی وجہ سے لوگ احمدیت کے قریب آ رہے ہیں لیکن جو مصر میں مسلمانوں نے ظلم ڈھایا ہے اس سے اسلام کو بہت نقصان پہنچا ہے۔

☆...... اگر جنگل یا ویران جگہ میں کوئی لاش ملے تو کیا نماز جنازہ پڑھنی چاہئے؟ حضور نے فرمایا ہمیں کیا پتہ کہ وہ کس قسم کا انسان تھا۔ اس طرح ہر ایک کا جنازہ تو نہیں پڑھا جاتا!

☆...... لڑکیاں لڑکوں سے اچھی طالبہ علم کیوں ہیں؟ فرمایا اس لئے کہ وہ اپنا وقت خوش گپیوں میں ضائع نہیں کرتیں اور گھر بیٹھ کر وقت مطالعہ میں گزارتی ہیں۔

☆...... بسم اللہ الرحمان الرحیم پہلی آیت کے طور پر کیوں نہیں وحی کی گئی؟ حضور انور نے فرمایا یہ بہت دلچسپ سوال ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کیا گیا۔ بسم اللہ قرآن کا حصہ بھی ہے اور قرآن سے باہر بھی ہے۔ حضرت سلیمان کے زمانے میں بھی تھی۔ اس کے علاوہ پہلی وحی میں زیادہ زور "اِقرء" پر تھا۔

☆...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں قرآن مجید اور بائبل کے بیانات میں اتنا اختلاف کیوں ہے؟ حضور نے فرمایا اس لئے کہ ایک Myth ہے اور ایک حقیقت۔ کیا صرف ستاروں کا پیچھا کرنے سے وہ بزرگ حضرت عیسیٰ کے گھر تک پہنچ سکتے تھے۔ یہ کہانیاں حضرت عیسیٰ کے بہت عرصے بعد pagans نے بنالی تھیں۔ قرآن مجید کے بیان میں Rationality یعنی معقولیت پائی جاتی ہے جو بائبل میں مفقود ہے۔

☆...... کیا الجیریا کی حکومت کو الیکشن Cancel کرنے کا حق ہے؟ حضور نے فرمایا یہ الجیریا کا اندرونی معاملہ ہے۔ ہمیں نکتہ چینی کا حق نہیں ہے۔ لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسلم پارٹی نے انسانی حقوق کی پامالی کی اور کئی انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور الجیریا کا ملّا عوام کو عجیب عجیب باتوں سے دھوکہ دے رہا ہے۔ مثلاً وہ لوگوں سے کہتا ہے کہ تم پر غیر اسلامی حاکم ہیں اس لئے جہاد کے لئے پہلے وضو کرو یعنی دنیا میں جہاد سے پہلے اپنے ان لوگوں کو مارو اور پھر باہر نکلنا اور جہاد کرنا۔ یہ ناممکن بات ہے۔ حضور نے فرمایا الجیریا کے لوگ بہت بہادر ہیں۔ انہوں نے De Gaule کے دانت کھٹے کر کے اسے وہاں سے بھگا دیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اب ملّا کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔

☆...... کسی کے روحانی ہونے کا کیا معیار ہے؟ حضور نے تفصیل کے ساتھ اس سوال کا جواب ارشاد فرمایا۔

(ا - م - چ)

اصل جڑ تقویٰ اور مقصود تقویٰ ہے۔ جسے وہ عطا ہو تو سب کچھ پا سکتا ہے

(سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

صحف سابقہ کی تاریخ، پیشگوئیوں اور عقائد کو توڑ مروڑ کر بیان کرنے والا کون ہے؟ قرآن مجید یا اناجیل؟

مشہور پادری وہیری کے قرآن مجید پر اعتراضات کے جواب میں ایک ٹھوس علمی وتحقیقی مقالہ

سید میر محمود احمد ناصر

چوتھی قسط

پادری صاحب کے اس اعتراض کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ قرآن مجید میں صحائف کی تاریخ کے بارہ میں Garbled بیانات دئے گئے ہیں۔ اس اعتراض کا ایک جواب تو ہم اوپر تفصیل سے دے چکے ہیں کہ یہ گناہ ہمارے شہر میں نہیں آپ ہی کے شہر میں کیا جاتا ہے۔

آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید نے کن واقعات کا تذکرہ کیا ہے جہاں اس نے سابقہ صحائف کے جو موجودہ ورشن ہیں ان کے بیانات سے اختلاف کیا ہے اور ساتھ ساتھ اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا ان واقعات کے بارہ میں قرآن مجید کا بیان عقلاً ونقلاً درست ہے یا پادری وہیری صاحب کے صحائف کا۔

حضرت آدمؑ کا واقعہ

☆......پہلا واقعہ جو بائبل اور قرآن مجید دونوں میں بیان ہے حضرت آدمؑ کا واقعہ ہے۔ اس واقعہ کے بیان میں قرآن مجید اور بائبل بہت کچھ اشتراک بھی رکھتے ہیں مگر کچھ اختلافات بھی رکھتے ہیں۔ آیئے ان اختلافات کا جائزہ لیں۔

☆......پہلا اختلاف قرآن مجید اور بائبل میں یہ ہے کہ بائبل کہتی ہے کہ آدم پہلا انسان تھا۔ اس سے پہلے کرہ ارض پر کوئی انسان نہ تھا۔ مگر قرآن مجید آدم سے پہلے کرہ ارض پر عقل وارادہ رکھنے والی مخلوق کو تسلیم کرتا ہے۔

(والجان خلقناه من قبل من نار السموم)

بتایئے پادری صاحب! آج کی سائنس اور تاریخی حقیقت قرآن مجید کی تائید کرتی ہے یا بائبل کی؟

☆☆...... آدم کے واقعہ کے بیان سے قرآن کی ایک خوبی ابھر کر سامنے آتی ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کو تمام صفات حسنہ کا مالک قرار دیتا ہے۔ ہر عیب، کمزوری، گناہ اور خامی سے پاک قرار دیتا ہے۔ مگر بائبل نے واقعہ آدم کے سلسلہ میں (نعوذباللہ) اللہ تعالیٰ کو جھوٹ بولنے والا اور شیطان قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے: "خداوند نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے لیکن نیک وبد کی پہچان کے درخت کا پھل کبھی نہ کھانا۔ کیونکہ جس روز تو نے اس میں سے کھایا تو مرا"۔ (پیدائش باب ۲ آیات ۱۶،۱۷)

پھر لکھا ہے:

"عورت نے سانپ سے کہا باغ کے درختوں کا پھل تو ہم کھاتے ہیں۔ یہ جو درخت باغ کے بیچ میں ہے اس کے پھل کی بابت خدا نے کہا ہے کہ تم نہ تو اسے کھانا اور نہ چھونا ورنہ تم مر جاؤ گے۔ تب سانپ نے عورت سے کہا تم ہرگز نہ مرو گے بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم خدا کی مانند نیک وبد کے جاننے والا بن جاؤ گے"۔ (پیدائش باب ۳ آیات ۲ تا ۵)

اس باب میں تفصیل سے یہ ذکر ہے کہ جب آدم اور اس کی عورت نے یہ پھل کھایا تو وہ مرے نہیں بلکہ خدا کی طرح نیک وبد کی پہچان انہیں حاصل ہو گئی۔ چنانچہ لکھا ہے: "خداوند خدا نے کہا دیکھو انسان نیک وبد کی پہچان میں ہم سے ایک کی مانند ہو گیا" (پیدائش باب ۳ آیت ۲۲)۔ دیکھئے بائبل کا بیان ہے کہ خدا نے آدم سے ایک بات کہی وہ نعوذباللہ جھوٹی نکلی اور شیطان کی بات سچی نکلی (یعنی آدم مرا نہیں) اور نتائج نے اس کی تصدیق کی۔

فرمایئے پادری صاحب تاریخ کے متعلق Garbled بیانات بائبل دیتی ہے یا قرآن مجید؟

☆......پادری وہیری صاحب قرآن کریم پر الزام لگاتے ہیں کہ اس نے صحائف مقدسہ کی تاریخ کو بگاڑا ہے۔ پادری صاحب سے درخواست ہے کہ وہ خود اپنے بھائیوں کے اس بیان کو غور سے پڑھیں جس میں نہ صرف یہ ذکر ہے کہ بائبل کی کائنات کی تخلیق کی کہانی نہ صرف سائنسی تحقیقات سے مطابقت نہیں رکھتی بلکہ خود پیدائش کے پہلے باب کی کہانی، پیدائش کے دوسرے باب کی کہانی سے بھی مختلف ہے۔

A Commentary on the Bible

(مرتبہ Arthur S. Peaks M.A.) میں لکھا ہے:

"Those who are interested in the once burning question as to the relation between this narrative and modern science should consult the very thorough discussion in Driver's Commentary. Here it must suffice to say that the value of the narrative is not scientific but religious; that it imperils faith to insist on literal accuracy in a story which can only by unjustifiable forcing be made to yield it; that it was more in hormony with the method of inspiration to take current views and purify them so that they might be fit vehicles of religious truth then to anticipate the progress of research by revealing prematurely what men could in due time discover for themselves; and finally that even if this narrative could be harmonised with our present knowledge, we should have the task of the harmonising the <u>very different narrative in the second chapter both with the present story and with modern science</u>."

(A commentary on the Bible, by Arthur S.Peake M.A.D.D. Page 136)

بتایئے وہیری صاحب تاریخ کو بگاڑنے کی ذمہ داری بائبل پر آتی ہے یا قرآن پر؟

حضرت نوحؑ کا واقعہ

☆...... آدمؑ کے بعد قرآن مجید اور بائبل کی دوسری اہم شخصیت حضرت نوحؑ کی ہے۔ نوحؑ کے واقعہ میں بھی قرآن مجید اور بائبل کا اشتراک بھی ہے اور اختلاف بھی۔

بائبل کا بیان ہے کہ نوح کی مخالفت کے نتیجہ میں اس کے مخالفین پر پانی کا زبردست طوفان آیا اور وہ طوفان سے غرق کر دئے گئے۔ قرآن مجید بھی اس سے اتفاق کرتا ہے۔ مگر بائبل کہتی ہے کہ نوح کے مخاطب کل دنیا کی آبادی تھی اور نتیجۃً یہ عذاب بھی کل دنیا پر آیا۔ دنیا کا ہر ملک اور ہر خطہ اور دنیا کا ہر اونچے سے اونچا پہاڑ (ماؤنٹ ایورسٹ کی بلندی قریباً ۳۰ ہزار فٹ ہے) تہہ آب آگیا اور سوائے نوح اور اس کے خاندان کے کرہ ارض کی ساری آبادی اس طوفان کے نتیجہ میں موت کا شکار ہو گئی۔ (دیکھئے پیدائش باب ۶، ۷)۔

اس کے مقابل حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ کل انسانیت کے لئے پہلا رسول میں ہوں۔ یہ میری سابقہ انبیاء کے مقابلہ میں امتیازی خصوصیت ہے اور قرآن مجید سورہ نوح کے شروع میں ہی دو بار وضاحت فرماتا ہے کہ نوح کا مشن ان کی قوم تک محدود تھا۔ فرمایا: "انا ارسلنا نوحاً الی قومه ان انذر قومك من قبل ان یاتیهم عذاب الیم" کہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو ہوشیار کرو۔ اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آئے (سورہ نوح آیت ۲) ظاہر ہے قرآن مجید کی رو سے جو عذاب نوح کے مخالفین پر آیا وہ ان کی قوم تک محدود تھا جبکہ بائبل اسے عالمگیر عذاب قرار دیتی ہے۔ پادری صاحب! آپ کی مغربی تحقیقات اس بارہ میں قرآن کی تائید کرتی ہیں یا بائبل کی؟ مزید سنئے:

"Sir Leonard Wooley's excavation of Ur showed evidence of a destructive flood at a very early date, and that fact has been used to support the belief in the accurence of a Universal deluge. But excavation on the sites of other ancient Mesopotamian cities has showen similar evidence of early destructive floods, but not at the same period. Hence the Mesopotamian evidence only proves that the Tigris-Euphrates valley was subject to severe river-floods, and that this local feature had been taken up into the myth of the destruction of mankind which had a diffferent origin altogather."

(Peak's commentary on the Bible. Matthew Blake ,page 184)

گویا دجلہ اور فرات کی وادی میں کثرت سے دریائی سیلاب آتے ہیں جن کو عالمگیر تباہی کی داستان بنادیا گیا۔

A commentary on the Bible مرتبہ Arthur S.Peak میں لکھا ہے:

" The question as to the historical character of the narrative still remains. The terms seem to require a universal deluge, for all flesh on the earth was destroyed (6/17,7/4,21-23), and "all the high mountains that were under the whole heaven were covered"(7/19f). But this would involve a depth of water all over the world not far short of 30,000 ft., and that sufficient water was available at the time is most improbable. The ark could not have contained more than a very small proportion of the animal life of the globe, to say nothing of the food needed for them, nor could eight people have attended to their wants, nor apart from a constant miracle could the very different conditions they required in order to live at all have been supplied. Nor without such a miracle, could they have come from lands so remote. Moreover, the present distribution of animals would on this view be unaccountable . . . . . Nor if the human race took a new begining from three brothers and their three wives (7/13, 9/19) could we account for the origin, within the very brief period which is all that our knowledge of antiquity permits, of so many different races, for the development of largnages with a long history behind them, or for the founding states and rise of advanced civilisations. And this quite understates the difficulty, for archaeology shows a continuous development of such civilisations from a time far earlier then the earliest to which the Flood can be assigned. A partial Deluge is not consistent with the Biblical representation..... And an inundation which took seventy-three days to sink from the day when the ark rested on the mountain of Ararat till the tops of the mountains became visible (8/4f) implies a depth of water which would involve a universal deluge. <u>The story therefore, can not be accepted as historical.</u>

(A commentary on the Bible by Arthur S. Peak pp.143)

پادری وہیری صاحب ذرا اس آخری فقرہ کو دوبارہ پڑھئے اور پھر اپنے اس اعتراض پر نظر ڈالئے کہ قرآن مجید نعوذباللہ صحائف مقدسہ کی تاریخ کو بگاڑتا ہے!!

☆......حضرت نوحؑ کو بائبل ایک طرف ایسا نیک قرار دیتی ہے کہ کہتی ہے کہ "نوح مرد راستباز اپنے زمانہ کے لوگوں میں بے عیب تھا اور نوح خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا" (پیدائش باب ۶ آیت ۹)۔ مگر ساتھ ہی یہ لغو قصہ بھی نوحؑ کے متعلق بیان کرتی ہے کہ "اس نے مے پی اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرہ میں برہنہ ہو گیا"

(پیدائش باب ۱۰ آیت ۲۱)

اور جب (حادثۃً) اس کے بیٹے حام نے جو کنعان کا باپ تھا اسے اس حالت میں دیکھ لیا تو نوحؑ نے ہوش میں آ کر حام کی نسل کے خلاف یہ دعا کی "کنعان ملعون ہو، وہ اپنے بھائیوں کے ملازموں کا غلام ہوگا"۔ (پیدائش باب ۱۰ آیت ۲۵)

اول تو بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ حام نے کوئی غلطی نہیں کی۔ غلطی نوح کی تھی (نعوذباللہ) جس نے شراب پی اور اتنی پی کہ مدہوش ہو گیا اور مدہوشی میں ننگا ہو گیا اور حام نے اتفاقاً اس کو اس حالت میں دیکھ لیا۔ لیکن اگر حام نے کوئی غلطی بھی کی تھی تو نوحؑ کو یہ حق تو نہیں تھا کہ حام کو تنبیہ کرنے کی بجائے اس کی آئندہ ہونے والی نسل کو جو کنعان کہلاتی تھی ملعون کر دیا۔ صاف ظاہر ہے کہ چونکہ بنی اسرائیل کنعان کے علاقہ پر حملہ کر کے جارحانہ طور پر اس پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اس لئے تاریخ کو بگاڑ کر کہانی پیش کی گئی ہے۔ پس پادری صاحب تاریخ کو بگاڑنے والی بائبل ہے نہ کہ قرآن!

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کا واقعہ

☆......حضرت نوحؑ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام تاریخ صحائف میں بہت نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بھی قرآن مجید اور بائبل دونوں کا اتفاق بھی ہے اور اختلاف بھی۔

پیدائش باب ۱۲ آیات ۱۰ تا ۲۰ اور پھر باب ۲۰ کے مطابق نعوذباللہ ابراہیمؑ نے ایک فرضی خطرہ کی بناء پر نہ صرف ایک جھوٹ بولا بلکہ اس جھوٹ کے نتیجہ میں

جانتے بوجھتے ہوئے اپنی بیوی کی عصمت کو خطرہ میں ڈال دیا۔ یہ وہ ابراہیمؑ ہے جو بائبل کے بیان کے مطابق سب برکتوں کا جامع اور زمین میں سب قبیلوں کے لئے خدا کی برکت کا وسیلہ ہے۔ (پیدائش باب ۱۲ آیت ۲)

اس کے مقابل میں قرآن مجید نہ صرف ایسے قصوں سے پاک ہے بلکہ حضرت ابراہیم کو نہایت سچ بولنے والا راستباز نبی قرار دیتا ہے۔ (سورہ مریم آیت ۴۲)

معلوم ہوتا ہے کہ بائبل میں جو تاریخ درج کی گئی ہے وہ اس وقت کی کیفیات کو مدنظر رکھ کر تصنیف کی گئی ہے جو بنی اسرائیل کے دوسری قوموں سے تعلقات کی نوعیت کی کیفیات تھیں۔ استثناء کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے تعلقات موآبیوں عمونیوں سے کشیدہ ہوئے تھے اس لئے پیدائش کی کتاب میں حضرت ابراہیمؑ کے ضمن میں جہاں حضرت لوطؑ کا ذکر آتا ہے وہاں موآبیوں اور عمونیوں کی دشمنی میں حضرت لوطؑ پر نہایت گندے الزامات لگائے ہیں کہ گویا نعوذ باللہ انہوں نے شراب کی مدھوشی میں اپنی دونوں بیٹیوں سے زناکاری کی۔ (پیدائش باب ۱۹) جس کے نتیجے میں موآبی اور عمونی پیدا ہوئے۔

☆......اس کے مقابل میں قرآن شریف جابجا حضرت لوطؑ کی تعریف فرماتا ہے، ان کو الٰہی حکمت و علم کا مورد قرار دیتا ہے۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۷۲) ان کو تمام جہانوں پر فضیلت رکھنے والوں میں شمار فرماتا ہے (سورۃ الانعام آیت ۸۷) اور اس قسم کی ناپاک الزام تراشیوں کی طرف جو بائبل نے روا رکھی ہیں اشارہ بھی نہیں فرماتا۔

☆...... محترم پادری صاحب! کیا آپ کی بصیرت اس بات کو تسلیم کر سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوطؑ کی قوم کو تو اس لئے صفحہ ہستی سے مٹا دے کہ وہ جنسی بے راہ روی کا ارتکاب کرتے تھے اور حضرت لوطؑ اور ان کی اولاد کو اپنے فرشتے بھیج کر نجات دے مگر خود حضرت لوطؑ اپنی قوم کی جنسی بے راہ روی سے ناپاک تر جنسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہوں اور پھر خدا کی نظر میں مقبول بھی ہوں جیسا کہ بائبل کا بیان ہے۔

پس قرآن نے آپ کے صحائف کی تاریخ کو بگاڑ کر پیش نہیں کیا بلکہ آپ کے صحائف میں انسانی ہاتھوں نے جو ناپاک تاریخ بڑھا دی تھی اس کو پاک کر کے پیش فرمایا ہے!

حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کے واقعات

☆......جس طرح بائبل نے حضرت ابراہیمؑ پر دو مرتبہ جھوٹ بولنے اور ایک فرضی خطرہ کی بناء پر اپنی بیوی کی عصمت کو خطرہ میں ڈالنے کا الزام لگایا ہے۔ یہی الزام اس نے حضرت اسحاقؑ پر بھی پیدائش باب ۲۶ میں عائد کیا ہے۔ جس کے مقابل میں قرآن شریف حضرت اسحاق کی جابجا تعریف کرتا ہے۔

☆......حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسحاق کے بعد بائبل کی ایک عظیم شخصیت حضرت یعقوب ہیں جن کا لقب اسرائیل ہے۔ قرآن مجید حضرت یعقوب کی بہت تعریف فرماتا ہے اور یہود و نصاریٰ کو ان کے بیٹے کہہ کر ان کے اسوہ پر عمل کرنے کی تلقین فرماتا ہے مگر بائبل اپنے اس قومی بزرگ کو بھی داغدار کرنے سے نہیں ہچکچاتی۔ پیدائش باب ۲۷ میں لکھا ہے:

"جب اضحاق ضعیف ہو گیا اور اس کی آنکھیں ایسی دھندلا گئیں کہ اسے دکھائی نہ دیتا تھا تو اس نے اپنے بڑے بیٹے عیسُو کو بلایا اور کہا اے میرے بیٹے! اس نے کہا میں حاضر ہوں۔ تب اس نے کہا دیکھ! میں تو ضعیف ہو گیا ہوں اور مجھے اپنی موت کا دن معلوم نہیں سو اب تو ذرا اپنا ہتھیار، اپنا ترکش اور اپنی کمان لے کر جنگل میں نکل جا اور میرے لئے شکار مار لا۔ اور میری حسب پسند لذیذ کھانا میرے لئے تیار کر کے میرے آگے لے آ تاکہ میں کھاؤں اور اپنے مرنے سے پہلے دل سے تجھے دعا دوں۔ اور جب اضحاق اپنے بیٹے عیسُو سے باتیں کر رہا تھا تو ربقہ سن رہی تھی اور عیسُو جنگل کو نکل گیا کہ شکار مار کر لائے۔

تب ربقہ نے اپنے بیٹے یعقوب سے کہا کہ دیکھ میں نے تیرے باپ کو تیرے بھائی عیسُو سے یہ کہتے سنا ہے کہ میرے لئے شکار مار کر لذیذ کھانا میرے واسطے تیار کر تاکہ میں کھاؤں اور اپنے مرنے سے پیشتر خداوند کے آگے تجھے دعا دوں۔ سو اے میرے بیٹے اس حکم کے مطابق جو میں تجھے دیتی ہوں میری بات کو مان اور جا کر ریوڑ میں سے بکری کے دو اچھے اچھے بچے مجھے لا دے اور میں ان کو لے کر تیرے باپ کے لئے اس کی حسب پسند لذیذ کھانا تیار کر دونگی۔ اور تو اسے باپ کے آگے لے جانا تاکہ وہ کھائے اور اپنے مرنے سے پیشتر تجھے دعا دے۔ تب یعقوب نے اپنی ماں ربقہ سے کہا دیکھ میرے بھائی عیسو کے جسم پر بال ہیں اور میرا جسم صاف ہے۔ شاید میرا باپ مجھے ٹٹولے تو میں اس کی نظر میں دغاباز ٹھہروں گا اور برکت نہیں بلکہ لعنت کماؤں گا۔ اس کی ماں نے اسے کہا اے میرے بیٹے تیری لعنت مجھ پر آئے تو صرف میری بات مان اور جا کر وہ بچے مجھے لا دے۔ تب وہ گیا اور ان کو لا کر اپنی ماں کو دیا اور اس کی ماں نے اس کے باپ کی حسب پسند لذیذ کھانا تیار کیا۔ اور ربقہ نے اپنے بڑے بیٹے عیسُو کے نفیس لباس جو اس کے پاس گھر میں تھے لے کر ان کو اپنے چھوٹے بیٹے یعقوب کو پہنایا اور بکری کے بچوں کی کھالیں اس کے ہاتھوں اور اس کی گردن پر جہاں بال نہ تھے لپیٹ دیں۔ اور وہ لذیذ کھانا اور روٹی جو اس نے تیار کی تھی اپنے بیٹے یعقوب کے ہاتھ میں دے دی۔ تب اس نے باپ کے پاس آ کر کہا اے میرے باپ! اس نے کہا میں حاضر ہوں۔ تو کون ہے میرے بیٹے؟ یعقوب نے اپنے باپ سے کہا میں تیرا پہلوٹھا بیٹا عیسُو ہوں۔ میں نے تیرے کہنے کے مطابق کیا ہے۔ سو ذرا اٹھ اور بیٹھ کر میرے شکار کا گوشت کھا تاکہ تو دل سے مجھے دعا دے۔ تب اضحاق نے اپنے بیٹے سے کہا بیٹا تجھے یہ اس قدر جلد کیسے مل گیا؟ اس نے کہا اس لئے کہ خداوند تیرے خدا نے میرا کام بنا دیا۔ تب اضحاق نے یعقوب سے کہا اے میرے بیٹے! ذرا نزدیک آ کہ میں تجھے ٹٹولوں کہ تو میرا بیٹا عیسُو ہے یا نہیں۔ اور یعقوب اپنے باپ اضحاق کے پاس گیا اور اس نے اسے ٹٹول کر کہا کہ آواز تو یعقوب کی ہے پر ہاتھ عیسُو کے ہیں۔ اور اس نے اسے نہ پہچانا اس لئے کہ اس کے ہاتھوں پر اس کے بھائی عیسو کے ہاتھوں کی طرح بال تھے۔ سو اس نے اسے دعا دی۔ اس نے اسے پوچھا کہ تو میرا بیٹا عیسُو ہی ہے؟ اس نے کہا وہی ہوں۔ تب اس نے کہا کھانا میرے آگے لے آ اور میں اپنے بیٹے کے شکار کا گوشت کھاؤں گا تاکہ دل سے تجھے دعا دوں۔ سو وہ اسے اس کے نزدیک لے آیا اور اس نے کھایا اور وہ اس کے لئے مے لایا۔ اور اس نے پی۔ پھر اس کے باپ اضحاق نے اس سے کہا اے میرے بیٹے! اب پاس آ کر مجھے چوم۔ اس نے پاس جا کر اسے چوما تب اس نے اس کے لباس کی خوشبو پائی اور اسے دعا دے کر کہا:

دیکھو میرے بیٹے کی مہک
اس کھیت کی مہک کی مانند ہے
جسے خداوند نے برکت دی ہو
خدا آسمان کی اوس اور زمین کی فربہی
اور بہت سے اناج اور مے تجھے بخشے!
قومیں تیری خدمت کریں
اور قبیلے تیرے سامنے جھکیں!
تو اپنے بھائیوں کا سردار ہو
اور تیری ماں کے بیٹے تیرے آگے جھکیں!
جو تجھ پر لعنت کرے وہ خود لعنتی ہو
اور جو تجھے دعا دے وہ برکت پائے!

جب اضحاق یعقوب کو دعا دے چکا اور یعقوب اپنے باپ اضحاق کے پاس سے نکلا ہی تھا کہ اس کا بھائی عیسُو اپنے شکار سے لوٹا۔ وہ بھی لذیذ کھانا پکا کر اپنے باپ کے پاس لایا اور اس نے اپنے باپ سے کہا میرا باپ اٹھ کر اپنے بیٹے کے شکار کا گوشت کھائے تاکہ دل سے مجھے دعا دے۔ اس کے باپ اضحاق نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں تیرا پہلوٹھا بیٹا عیسُو ہوں۔ تب تو اضحاق بشدت کانپنے لگا اور اس نے کہا پھر وہ کون تھا جو شکار مار کر میرے پاس لے آیا۔ اور میں نے تیرے آنے سے پہلے سب میں سے تھوڑا تھوڑا کھایا اور اسے دعا دی؟ اور مبارک بھی وہی ہوگا۔ اور عیسُو اپنے باپ کی باتیں سنتے ہی بڑی بلند آواز اور حسرتناک آواز سے چلا اٹھا اور اپنے باپ سے کہا مجھ کو بھی دعا دے۔ اے میرے باپ مجھ کو بھی۔ اس نے کہا تیرا بھائی دغا سے آیا اور تیری برکت لے گیا"۔ (پیدائش باب ۲۷ آیات ۱تا ۳۶)

☆......دیکھا پادری صاحب آپ نے! یہ آپ کی کتب مقدسہ کی تاریخ جس کے مطابق بنی اسرائیل کے مورث اعلیٰ نے جھوٹ، فریب، دغا کے ذریعہ اپنے باپ سے روحانی برکت حاصل کر لی۔ باپ نابینا تھے اس لئے دھوکہ میں آگئے۔ مگر فرمایئے اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب والشھادۃ ہے۔ روحانی برکات تو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ بھی دغا، فریب، جھوٹ، حق تلفی کو دیکھتے ہوئے اور ان کا علم رکھتے ہوئے روحانی برکات عطا فرماتا ہے۔

پادری صاحب! آپ کہتے ہیں قرآن مجید صحائف سابقہ کی تصدیق کرتے ہوئے بھی ان کی تاریخ کے بیانات کو بگاڑتا ہے۔ یقیناً قرآن شریف ان صحائف کی تصدیق کرتا ہے کیونکہ یہ ابتداءً خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ اور یقیناً ان کے بعض بیانات کی پرزور تردید کرتا ہے کیونکہ آپ کی قوم نے ان کتابوں میں اپنی طرف سے بیانات بڑھائے ہیں جس کی ایک مثال ابھی ہم اوپر درج کر آئے ہیں۔ قرآن شریف حضرت یعقوب کے متعلق جو بنی اسرائیل کے مورث اعلیٰ ہیں، بنی اسرائیل کی تمام تر مخالفتوں کے باوجود کوئی ناگوار بات نہیں کہتا جیسا کہ بائبل نے کہی ہیں۔ بلکہ فرماتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاقؑ کی طرح اولی الایدی والابصار میں شامل تھے۔ (سورۃ ص) نیکیوں کے لئے عملی قوت بھی رکھتے تھے اور روحانی بصیرت بھی انہیں حاصل تھی اور وہ ہر قسم کے فساد سے پاک تھے۔ (سورۃ الانبیاء)

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

واقفین نو کے لئے ہدایات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا:

"واقفین نو کے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ ہو۔ وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہو جائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے۔ یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے جو قریب دیکھنے والا ہے اس کو زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے اکثر وہ لوگ جو نظام جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں ان کی اولادوں کو کم و بیش ضرور نقصان پہنچتا ہے اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔ واقفین بچوں کو نہ صرف اس لحاظ سے بتانا چاہئے بلکہ یہ بھی سمجھانا چاہئے کہ اگر تمہیں کسی سے شکایت ہے خواہ تمہاری توقعات اس کے متعلق کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہوں اس کے نتیجے میں تمہیں اپنے نفس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ر فروری ۱۹۸۹ء)

اخبار کی قلمی معاونت کیجئے

الفضل آپ کا اپنا اخبار ہے۔ اسے آپ نے اور ہم سب نے مل کر سنوارنا ہے۔ اسے مزید دلچسپ اور مفید بنانا ہے۔ اور اس کے دائرہ اثر کو وسیع سے وسیع تر کرنا ہے روزمرہ زندگی کے سینکڑوں تجارب، مشاہدات اور معلومات ایسی ہیں جن میں آپ دوسروں کو اپنے ساتھ شامل کر کے انہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ آپ اپنے ایسے مشاہدات و تجربات اور مختلف واقعات پر اپنے محسوسات و قلبی کیفیات کو تحریر میں ڈھالئے اور ہمیں بھجوایئے۔ ہم انشاء اللہ آپ کی مرسلہ نگارشات کے انتخاب سے الفضل کو سجائیں گے۔ (مینجر)

EURO ENTERPRISES

Sole agents for EEC, Specializing from China & Far Eastern Markets

(Listed with over 100 manufacturers for distribution rights)

Products in hand available:

1. 16" Standing Fan (U.K./ CE) £=12-00
2. Window type A/C Units £=199-00
3. Solar Caps £=3-25
4. Toys from £=1-00

Also seeking distributors/wholesalers & sales persons in various markets

CONTACT: Mr. M.S.Ahmad --175 Merton Road London SW18 5EF

Telephone: 0181-333-7000 Fax: 0181-874-9754

TOWNHEAD PHARMACY

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 3JW

☆......☆......☆......☆

FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

خطبہ جمعہ

خدا کی راہ میں خرچ کرنا سوائے اپنی ذات کے کسی پر احسان نہیں

جتنا تمہیں تقویٰ بڑھانے کی توفیق ملے گی

اتنا ہی انفاق فی سبیل اللہ تمہارے لئے بہتر ہوتا چلا جائے گا

تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۳۱/ اکتوبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۳۱/ اخاء ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-
﴿فَاتّقوااللهَ ما استَطَعتُم وَاسمعُوا وَاَطيعُوا وَانفقُوا خيراً لّانفُسكم. وَمن يّوقَ شُحّ نفسه فاولٰئك هُمُ المُفلحُون. ان تقرضُو اللهَ قرضاً حسناً يّضٰعفهُ لكُم و يغفرلكم. والله شكورٌ حليمٌ. عٰلمُ الغيبِ والشّهادَة العزيزُ الحكيمُ.﴾

(سورة التغابن۔ آیات ۱۷ تا ۱۹)

آج چونکہ تحریک جدید کے نئے سال کا آغاز ہو رہا ہے اس لئے میں نے یہ آیات جو مالی قربانی سے تعلق رکھتی ہیں آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی ہیں۔ فَاتّقُو اللّهَ ما استَطَعتُم ایک بہت ہی پیارا انداز ہے خطاب کا، ہر انداز ہی قرآن کا پیارا ہے، اور اس میں ایک ایسی نرمی اور لوچ پایا جاتا ہے جو دوسرے خطابات میں نسبتاً کم ملتا ہے۔ "فَاتّقوا اللهَ ما استَطَعتُم "اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جتنی بھی تمہیں توفیق ہے۔ بہت ہی پیارا انداز ہے خطاب کا، مومنوں سے توقع ہے وہ تقویٰ اختیار کریں گے۔ تقویٰ کے بہت بلند مقامات ہیں جنہیں طے کرنا ہے تو آخری مقام کی طرف اشارہ کئے بغیر آغاز سے آخر تک تمام مقامات کی طرف اشارے کر دئے۔ تم میں جتنی بھی توفیق ہے تقویٰ کی، تقویٰ اختیار کرو اور اس میں ایک یہ بھی نصیحت ہے کہ تقویٰ کی توفیق ڈھونڈتے رہو۔ یہ بہت ہی اہم مضمون کا حصہ ہے جسے ہمیں فراموش نہیں کرنا چاہئے۔

"ما استَطَعتُم" کا مطلب ہے اپنی توفیق کے مطابق جہاں تک کر سکتے ہو کرتے چلے جاؤ۔ اور تقویٰ، تقویٰ کی استطاعت بڑھاتا ہے۔ تو اس پہلو سے فَاتّقوا اللّهَ ما استَطَعتُم کا مطلب یہ بنے گا کہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی جہاں تک توفیق ہے وہ تقویٰ اختیار کرو اور تمہارا تقویٰ تمہاری توفیق بڑھاتا رہے گا۔ جب تک تم اسے کھینچ کر اپنی توفیق کے انتہاء تک پہنچاؤ گے تو اس وقت تمہیں اور توفیق ملتی چلی جائے گی۔ اور یہ ایک ایسا حقیقی مضمون ہے کہ جسے تمام خدا تعالیٰ کے سلوک کی راہیں طے کرنے والے جانتے ہیں۔ ہمیشہ ہر نیکی نیکیوں کی توفیق کو بڑھاتی ہے۔ پس ما استَطَعتُم کہہ کر جو نسبتاً کمزور تقویٰ والے ہیں ان کی بھی ہمت افزائی فرمادی اور بڑے پیار سے سمجھایا کہ جتنی توفیق ہے کرتے چلے جاؤ لیکن راز کی بات یہ ہے کہ توفیق کے مطابق کرو گے تو تمہاری توفیق ضرور بڑھائی جائے گی۔

"وَاسمعُوا و اَطيعُوا" سیدھا سا کام ہے۔ تقویٰ کا آغاز سمع اور اطاعت سے ہوتا ہے۔ جو کچھ سنتے ہو اس کی اطاعت کرتے رہو کوئی اتنا مشکل کام نہیں۔ "وَانفقُوا خيراً لِاَنفُسِكُم" اور انفاق کرو یعنی خدا کی راہ میں خرچ کرو یہ تمہارے اپنے لئے بہتر ہے۔ یعنی خدا کی راہ میں خرچ کرنا کسی پر احسان نہیں ہے سوائے اپنی ذات کے۔ اور بہتر کن کن معنوں میں ہے۔ وہ سب معانی تقویٰ سے طے ہونگے۔ جتنا تمہیں تقویٰ بڑھانے کی توفیق ملے گی اتنا ہی تمہارے لئے انفاق فی سبیل اللہ بہتر ہوتا چلا جائیگا۔

"وَمن يّوقَ شُحّ نفسه فاولٰئك هُمُ المُفلحُون" بات دراصل یہ ہے کہ "و من يوق شح نفسه" کا انداز کہنے کا یہ ہے کہ بات تو دراصل یہ ہے کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا جائے، فاولٰئك هُمُ المُفلحُون پس وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔ انسان کے نفس کا بخل انسان کے خلاف ہے۔ اور جتنا یہ بخل بڑھے اتنا ہی انسان کے لئے مضر اور نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ پس وَمن يّوقَ شُحّ نفسه میں دراصل تقویٰ کا ایک پھل بیان فرمادیا گیا کہ اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے "خيراً لِاَنفُسِكُم" تمہارے نفسوں کے لئے بہتر ہوگا جس کا پہلا پھل یہ ملے گا "وَمن يّوقَ شُحّ نفسه فاولٰئك هُمُ المُفلحُون" تم اپنے نفس کی خساستوں سے بچا لئے جاؤ گے۔ اور تقویٰ کے ساتھ جو خرچ ہوتا ہے اس میں ہمیشہ انسان اپنے نفس کی خساستوں سے بچایا جاتا ہے۔ نفس کی خساست، نفس کا بخل جو خدا کی راہ میں حائل ہو جائے وہ اپنی راہ میں بھی حائل ہو جایا کرتا ہے۔ اور اکثر یہ بخل کرنے والے سوچتے نہیں کہ وہ جو کچھ بھی بچا کے رکھتے ہیں وہ ان کی موت کے بعد اس دنیا میں پڑا رہ جاتا ہے۔ اور یہ بخل ان کو اس حد تک اپنی کمائی سے محروم کر دیتا ہے کہ ایسے بھی ہیں جو کروڑوں کماتے ہیں اور بینکوں میں داخل کرتے چلے جاتے ہیں اور اپنی ذات پہ خرچ کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ نہایت گندے کپڑے پہنے ہوں گے۔ بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں جو گندے کپڑے بھی پہنتے ہیں ان کو صاف کپڑے پہننے کی توفیق نہیں ملتی۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنی ذات کو تو سجا کے رکھتے ہیں مگر جو اموال ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتے ہیں ان سے جیسا استفادہ کرنے کا حق تھا ویسا استفادہ نہیں کر سکتے۔ اپنے پیسے پر ہاتھ ڈالتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ اس کو شحّ نفس کہتے ہیں یعنی نفس کی ایسی بخیلی جو خود تمہاری راہ میں حائل ہے، تمہیں توفیق ہی نہیں عطا کر رہی کہ اپنے پیسے سے خود ہی استفادہ کر سکو۔ تو پہلا پھل اس کا انسان کے لئے یہ ہوگا "خيراً لانفسكم" تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ جب بھی خدا کی راہ میں ہاتھ کھولو گے تو تمہیں خرچ کا سلیقہ آئے گا۔ اور جو خدا کی خاطر اپنا ہاتھ کھولتے ہیں ان کو علم نہیں کہ بعد میں خدا ان کو خود بتاتا ہے کہ اپنے اہل پر بھی خرچ کرو، اپنے گردوپیش پر بھی خرچ کرو، اپنے دوستوں پر، غرضیکہ خدا کی خاطر خرچ کرنے والے خدا ہی سے اپنے لئے خرچ کے طریقے بھی معلوم کرتے ہیں، خدا کی تعلیم ہی سے جانتے ہیں یا یہ علم رکھتے ہیں کہ ان کو کس کس جگہ کس طرح خرچ کرنا چاہئے اور یہ مضمون بہت وسیع ہے۔ "وَمن يّوقَ شُحّ نفسه فاولٰئك هُمُ المُفلحُون" کے اندر یہ داخل ہے۔ وہ مفلحون ہوتے ہیں۔ فلاح پانے والے لوگ ہیں اور جو فلاح پانے والا ہے اس کا ہر خرچ بہترین ہوگا۔ ہر قسم کے جھنجٹ سے نجات پا جائے گا۔ ہر قسم کی دنیا کی ملونیاں اس کو چھوڑ دیں گی اور اسے رہنے کا سلیقہ آجائے گا۔ پس پہلا اجر تو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا اس طرح بیان ہوا کہ گویا سب کچھ یہی ہے تمہیں ساتھ کے ساتھ اس کا پھل ملتا چلا جائے گا لیکن ابھی آغاز ہے۔ مفلحون کی تعریف ابھی اور آنے والی ہے۔ جب اس کو آپ پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے انعامات کا جو اللہ کی خاطر خرچ کرنے سے شروع ہو جاتا ہے۔

"ان تقرضُو اللهَ قرضاً حسناً يّضٰعفهُ لكُم و يغفرلكم" خرچ کرو جتنا چاہتے ہو۔ اس کی ایک فلاح تو تم فوراً اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے اور تمہارے لئے تمہارا اپنا روپیہ بہت بہتر ثابت ہوگا اور تمہیں اس کے مفید اخراجات کا علم ہوگا لیکن صرف یہیں بات ختم نہیں ہوگی ان تقرضُو اللهَ قرضاً حسناً يّضٰعفهُ لكُم اگر تم اللہ کو قرضہ حسنہ دو گے تو وہ تمہارے لئے اس کو بڑھائے گا۔ اور اس کے علاوہ 'يغفرلكم'

وہ بخشش بھی ساتھ ہی فرمادے گا۔اب گناہوں سے بچنے کے لئے بخشش ضروری ہے۔اگر پہلے گناہوں کی بخشش نہ ہو تو آئندہ گناہوں سے بچنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔پس قرآن کریم جس مضمون کو آگے بڑھاتا ہے ایسے لطیف انداز میں آگے بڑھاتا ہے کہ دل ودماغ روشن ہوتے چلے جاتے ہیں۔

"اللہ کو قرضہ دو"اس کا پہلے بھی ایک مفہوم بیان کر چکا ہوں وہ ایسا اہم ہے کہ اسے پھر بیان کرنا ضروری ہے تاوقتاً فوقتاً جماعت کو یاددہانی ہوتی رہے۔قرضہ حسنہ جب انسان دیتا ہے اگر اس کے مقابل پر زیادہ کی توقع نہ ہو تو پھر قرضہ حسنہ بنتا ہے۔جس کو بھی آپ قرضہ حسنہ دیتے ہیں وہ قرضہ حسنہ کہلا ہی نہیں سکتا اگر اس قرضے کے مقابل پر زیادہ کی توقع رکھی جائے۔جہاں زیادہ کی توقع ہوئی وہاں قرضہ حسنہ ختم ہو گیا۔اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ ہم جو کچھ تمہیں دیں گے اپنی طرف سے دیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ تمہارے نفس میں حرص نہ ہو کہ یہ دینے سے مجھے کچھ زیادہ ملے گا۔اگر اس غرض سے دو کہ خدا کے حضور ایک تحفہ پیش کر رہے ہو ایسا قرضہ حسنہ جیسے انسان اپنے عزیزوں کو دیتا ہے اور اس میں ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے کہ جب توفیق ہو گی جتنی توفیق ہو گی واپس کر دینا لیکن قربانی ہوتی ہے حرص نہیں ہوتی۔جب بھی کوئی انسان کسی کو روپیہ دے تو لازم ہے کہ وہ جانتا ہے کہ میرے روپے کی قیمت گھٹنی شروع ہو گئی ہے وقت کے ساتھ ساتھ وہ کم ہوتا چلا جائے گا۔جانتا ہے کہ اگر میں اسے کسی اور مصرف پہ لگاتا، تجارت میں استعمال کرتا تو اس روپے نے بڑھ جانا تھا تو قرضہ حسنہ دینے والا ہمیشہ ایک قربانی کی روح کے ساتھ قرضہ حسنہ دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ تمہیں اسی نیت سے دینا چاہئے کیونکہ خدا کو قرضہ حسنہ کے سوا اور دے کیا سکتے ہو۔جس نے تمہیں سب کچھ خود دیا ہے۔"و ممّا رزقنٰھم ینفقون" اسی سے خرچ کرتے ہیں جو ہم انہیں عطا کرتے ہیں۔تو اب اس پر جو قرض دیا جائے، جو پیش کیا جائے اس پر شرط نہیں لگ سکتی۔جان بھی دے دو تو اسی کی دی ہوئی ہے۔پس قرضہ حسنہ کے سوا کچھ ہو نہیں سکتا۔جتنا اس نے دیا اس میں سے کچھ مانگا اگر وہ تم دے دو تو اس کے لطف واحسان کے متمنی تو ہو سکتے ہو لیکن شرط کوئی نہیں لگ سکتی۔جو دیا محض حق کے طور پر دیا، حق ادا کرنے کی کوشش کے طور پر دیا۔روپیہ جو آپ کی طرف سے خدا کی سمت میں روانہ ہوتا ہے، اس کی روانگی کا انداز بیان فرمایا گیا ہے، آپ کی طرف سے روپیہ خدا کی سمت اس طرح روانہ ہو کہ کوئی اس میں شرط نہ ہو، صرف ایک تمنا ہو کہ جس نے اتنا دیا ہے اسی کو کچھ ہم پیش کر دیں اور وہ قبول فرمالے۔یہ قرضہ حسنہ ہے۔

اور حضرت مصلح موعود نے 'حسن' لفظ سے ایک اور معنے بھی لئے ہیں۔حسن اچھی چیز کو کہتے ہیں۔فرمایا اپنے مال میں سے اچھا حصہ ہے وہ کاٹ کے دو۔یہ معنے بھی بہت خوب ہیں کیونکہ قرآن کریم دوسری جگہ خدا کے حضور پیش کرنے والے روپے کے متعلق واضح طور پر فرمارہا ہے کہ وہ بہترین ہونا چاہئے، جب تک تمہارے مال کا بہترین حصہ نہ ہو وہ قبول نہیں کر سکتا۔پس جب بھی تم قرضہ حسنہ خدا کے حضور پیش کرو حسنہ تب بنے گا جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر صغیر میں لکھا ہے جب تمہارے مال کا وہ بہترین حصہ ہو گا۔اس صورت میں محض روپیہ پیش نظر نہیں رہنا چاہئے کہ روپیہ تو ہر انسان کا بہترین حصہ ہی ہوتا ہے، اس کے مال کی ایسی شکل ہے جسے جب چاہیں جس طرح چاہیں بدل لیں۔تو قرضہ حسنہ کے اندر اور بھی بہت سی باتیں داخل ہو جائیں گی۔یعنی محض خدا کی خاطر چند روپے پیش کرنا پیش نظر نہ رہے بلکہ خدا تعالیٰ نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں سے بہترین حصہ اس کے حضور پیش کر دو۔یہ قرضہ حسنہ کی وسیع تعریف بن جاتی ہے۔مراد یہ ہے کہ اس دماغ کے بہترین استعمال کو خدا کی خاطر رکھو۔اب یہ چھوٹی سی بات ہے لیکن اگر اس کو اپنی زندگی پر آپ پھیلا کر دیکھیں تو بہت وسیع ہو جائے گی۔انسان اکثر اپنے دماغ کے بہترین حصے کو اپنے کاموں کے لئے بچا کر رکھتا ہے اور تھکے ہوئے ذہن کے کچھ حصے کو خدا کی خاطر دین کے کاموں میں پیش کر دیا کرتا ہے یہ قرضہ حسنہ نہیں ہے۔قرضہ حسنہ یہ ہے کہ دماغ کی اعلیٰ صلاحیتوں کو جو کچھ بھی تم ان سے حاصل کر سکتے ہو پہلے خدا کے دین کے حضور پیش کر دو اور پھر جو تمہاری صلاحیتیں ہیں اللہ ان کو جلاء بخشے گا۔جو بچی ہوئی صلاحیتیں ہیں ان میں خدا تعالیٰ اضافہ فرمائے گا، ان کو مزید تقویت عطا فرمائے گا۔اسی طرح بعض لوگ کپڑے پیش کرتے ہیں خدا کی خاطر، پھٹے پرانے بوسیدہ کپڑے وہ اپنی طرف سے خدا کی خاطر پیش کر رہے ہوتے ہیں لیکن وہ خدا کی خاطر نہیں ہوتے۔اگر کوئی آپ کو کچھ کپڑے دے اور کہے مجھے واپس کر دو تو یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ ان میں سے گندے چن کے واپس کریں۔اس لئے نام خدا کا ہے دیتے ہو اس بے چارے کو ہیں جس کو آپ سمجھتے ہیں کہ اس کی حیثیت مجھ سے کم ہے اس کو جھوٹے گندے بدبودار کپڑے بھی دے دئے جائیں تو وہ خوش ہو کے قبول کر لے گا اس کے پاس چارہ کوئی نہیں۔مگر اللہ کو تو ان کپڑوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔تو قرضہ حسنہ میں وہ کپڑے شامل ہونگے جو آپ کو اچھے دکھائی دیں اور اچھے چن چن کے خدا کے حضور پیش کریں تو یہ قرضہ حسنہ ہے۔گندے کپڑوں کی نہ غریب کو حاجت ہے نہ اللہ کو حاجت ہے مگر اچھا کپڑا نکالتے وقت جو آپ کے دل میں بشاشت پیدا ہو گی وہی اس کا اجر ہے اور ایسی عظیم چیز ہے کہ وہ دل کا شرح صدر، اس کا لطف کہ میں نے ایک بہت اچھی چیز خدا کو دی ہے یہ لطف اپنی ذات میں ایک جزاء ہے اور غریب بیچ میں سے غائب ہو جائے۔یہ لطف تبھی ہو گا اگر خدا کو دیں گے۔خدا کی خاطر غریب کو دیں گے یا خدا کو دیں گے ایک ہی بات ہے۔تو جب خدا کی خاطر آپ دیں گے تو 'حسنہ' پیش کریں گے اور جب خدا کے حضور حسنہ پیش کریں گے تو جو لطف آئے گا اپنے محبوب کو بہترین چیز دینے کا وہ غریب کو پھٹے پرانے کپڑے دینے کا لطف ہو ہی نہیں سکتا، ناممکن ہے۔پس جزاء ہے تو اس حسنہ کی جزاء ہے۔حسنہ کے بغیر کوئی جزاء نہیں۔غرضیکہ اس مضمون کو اپنی ذات پر پھیلا کر دیکھیں تو قرضہ حسنہ جو خدا کے حضور پیش کیا جاتا ہے انہیں طاقتوں سے پیش کیا جاتا ہے جو آپ کو نصیب ہوئی ہیں۔ان طاقتوں کا بہترین حصہ اللہ کے لئے چن لیں اور اس طرح دیں جیسے تحفے دئے جاتے ہیں۔جب یہ کریں گے تو پھر اس کا بڑھانا اللہ کی مرضی پر ہے۔بڑھانا آپ کی شرط نہیں تھی۔جب بڑھانا شرط ہوئی وہاں قرضہ حسنہ ختم ہو گیا۔اس طرح دل کو پاک صاف کرنے کی ضرورت ہے، اتنی باریکی سے اپنی قربانیوں کو ٹھکانے لگانے کی ضرورت ہے کہ وہ قربانیاں واقعی خدا تک راہ پا جائیں اور عین ٹھکانے پر بیٹھیں۔یہ لطیف تجزیے اگر آپ اپنے نفوس کے نہ کریں گے تو بسا اوقات آپ کی قربانیاں ضائع ہو رہی ہونگی اور آپ کو پتہ نہیں چل رہا ہو گا۔

پس اپنے مال کا سب سے بہترین مصرف یہ ہے کہ اسے بظاہر بے مصرف خرچ کریں۔بظاہر ان معنوں میں کہ دنیا تو آپ کو پاگل سمجھے گی کہ خدا کو دے رہے ہو نہ لینے کی توقع، نہ زیادہ لینے کی حرص اور اپنا بہترین اس کی راہ میں خرچ کرتے چلے جا رہے ہو۔دنیا آپ کو اس مصرف میں پاگل سمجھے گی اور پاگل سمجھتی ہے۔ہمیشہ ایسے لوگوں کو پاگل ہونے کے طعنے دئے جاتے ہیں۔مگر اللہ تعالیٰ کے حضور جب اپنی قربانیوں کو پیش کرتے ہیں تو پھر ان اموال کو بڑھانے کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو اجتماعی صورت میں بھی رونما ہوتا ہے اور انفرادی صورت میں بھی رونما ہوتا ہے۔اب اس کا تذکرہ کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ ایک چیز کا تذکرہ کرتا ہے جو اور کسی ذریعے سے انسان کو حاصل نہیں ہو سکتی، مغفرت کا تذکرہ۔

مغفرت ایک ایسی لالچ ہے جو رکھی جا سکتی ہے۔مغفرت کی توقع رکھنا نامناسب اور ناجائز نہیں۔تو خدا تعالیٰ نے ہمت دلانے کی خاطر کہ اپنا مال خرچ کرو کم سے کم کسی چیز کی خاطر خرچ کرو۔اس کے بغیر انسان کو بہت اعلیٰ تقویٰ کے مقام پر قائم ہونا پڑتا ہے۔اگر تقویٰ کے بہت اونچے مقام پر قائم نہ ہو تو جو باتیں میں آپ کے سامنے عرض کر رہا ہوں کہ بالکل بے وجہ، بے ضرورت، تحفہ کے طور پر، قربانی کے رنگ میں خدا کی خاطر خرچ کرو، اس کی توفیق بہت کم لوگوں کو ملتی ہے۔ہمیشہ جب وہ اپنے روپے سے علیحدہ ہوتے ہیں یا اپنے آرام سے علیحدہ ہوتے ہیں، اپنی مرغوب چیزوں سے علیحدہ ہوتے ہیں تو طبعی بات ہے کہ جو تقویٰ کے نسبتاً ادنیٰ مقام پر فائز ہیں وہ کچھ نہ کچھ اجر تو فوری طور پر چاہتے ہیں اور اگر کہیں نہیں تو یہ جھوٹ ہوتا ہے اپنے نفس کو دھوکہ دینے والی بات ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی وجہ بیان فرمادی جس نے اس راہ کو سب کے لئے آسان فرمادیا۔فرمایا مغفرت کی توقع بھی ضرور رکھنا۔تمہارا خدا کی راہ میں خرچ کرنا تمہارے لئے مغفرت کا موجب بنے گا اور مغفرت ترقی کا پہلا قدم ہے۔مگر مغفرت عطا ہو جائے تو دنیا میں جتنے بھی آپ نے گناہ کئے، کوتاہیاں کیں، غفلتیں سرزد ہوئیں ان سب کے اوپر خدا کی مغفرت کی چادر پڑ جائے گی، اسے ڈھانپ لے گی۔پس یہ اتنا عظیم اجر ہے جو قرضہ حسنہ کو قرضہ حسنہ بھی رکھتا ہے اور سودا بھی بنا دیتا ہے۔مغفرت کا اجر بھی نصیب ہو گیا اور مغفرت کی خواہش کے ساتھ قرض دینا یہ قرضہ حسنہ کو کسی رنگ میں میلا نہیں کرتا، اس کو قرضہ حسنہ کی تعریف سے باہر نہیں نکالتا۔قرضہ حسنہ پیش کریں اور مغفرت کی توقع رکھیں۔

'والله شکورٌ حلیمٌ' اللہ شکور اور حلیم ہے۔جب مغفرت شروع کرتا ہے تو اس کے بعد جتنے بھی انعامات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے وہ اس کے شکور ہونے اور حلیم ہونے سے تعلق رکھتے ہیں۔تم نے تو ظاہری انعامات کی خاطر قربانی نہیں دی خدا کو خوش کرنے کی خاطر قربانی دی اس کی خوشی کا پہلا پھل تمہیں مغفرت کے طور پر نصیب ہوا لیکن یہ آخری پھل نہیں ہے۔والله شکورٌ حلیمٌ اللہ تعالیٰ بہت ہی شکریہ ادا کرنے والا ہے اور بہت حلیم ہے۔شکریہ کا تو مضمون سمجھ آگیا کہ قرضہ حسنہ کو قبول کیا اور اس کے پھل

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

دئے لیکن شکرئے کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ انسان کو جو توفیق ملی ہے قرضہ حسنہ دینے کی یہ اللہ تعالیٰ کے شکور ہونے کا اظہار ہے۔ کیونکہ جو کچھ اس نے قبول کیا ہے وہ شکور ہونے کی وجہ سے قبول کرتا ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ اس کی پیشکش میں بہت سے سقم رہ گئے ہوں۔

اب اپنے اوپر آپ اس مضمون کو اطلاق کر کے دیکھ لیجئے۔ وہ غریب آدمی جو آپ کی خدمت میں تحفہ پیش کرتا ہے تو آپ شکور ہونگے تو اس کو خوشی سے قبول کریں گے۔ شکور نہیں ہونگے تو خوشی سے قبول نہیں کریں گے۔ چھوٹی چیز کو چھوٹا دیکھیں گے۔ حقیر سی چیز ہے وہ لے کے ایک طرف پھینک دیں گے کہ پاگل نے کیا چیز دی ہے ہمیں بھی کوئی اس کی ضرورت ہو سکتی تھی۔ یہ سوچ غلط ہے۔ اب ہم سیر سے واپس آئے ہیں ہماری اردو کلاس کے بچوں نے ان میزبانوں کو جو ان کے اوپر بے شمار خرچ کر چکے تھے اپنی توفیق کے مطابق چھوٹے چھوٹے تحفے دئے ہیں اور قبول کرتے وقت ان کی آنکھوں میں اتنا شکریہ تھا بار بار وہ ان کا شکریہ ادا کر رہے تھے کہ دیکھنے والا حیران ہو جاتا ہے کہ شکریہ کس بات کا۔ تم تو ان پر سینکڑوں پاؤنڈ خرچ کر چکے ہو اور دو چار پاؤنڈ کی چیز لے کر تم شکریہ ادا کر رہے ہو۔ یہ مضمون انسانی تعلقات میں بھی کھل جاتا ہے۔ وہ واقعۃً مشکور تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان بچوں نے اپنی توفیق کے مطابق اپنے تھوڑے پیسوں میں سے کچھ نہ کچھ ڈالا۔ ان کو خیال آیا کہ ہماری مہمان نوازی کا شکریہ ادا کریں اور اس خیال نے ان کے شکریہ کی قیمت بڑھا دی۔ اب وہ جو اس شکریہ کو قبول کر رہا ہے وہ شکور ہے ورنہ ایک طرف پھینک سکتا تھا کہ پاگلو تم پر تو میں بہت زیادہ خرچ کر چکا ہوں مجھے کیا تحفہ دے رہے ہو۔ لیکن شکور ہونے کی حیثیت سے اس نے اس ٹیم کی بہت عزت افزائی کی، سر آنکھوں پہ لگایا کہ اتنا زیادہ آپ نے تکلف کیا، اتنا زیادہ خیال رکھا اس کو تو ہم خاص جگہ سجائیں گے ہمیشہ یہ آپ کی یاد دلائے گا۔ یہ انسان کا شکور ہونا ہے۔ اب بتائیں کہ خدا جب شکور ہوگا تو کیا کرے گا۔ اس کی تو حدوں کا اندازہ بھی نہیں ہو سکتا۔ سب سے پہلے ہمارے غریبانہ تحفے کو قبول کرنا اس کے شکور ہونے کی علامت ہے۔ اگر وہ شکور نہ ہوتا تو ایک کوڑی کی بھی پرواہ نہیں تھی۔ اور اسی لئے تمام قربانیاں قبول کی جاتی ہیں کہ اللہ شکور ہے جب قبول کر لیتا ہے تو شکور کے دوسرے معنوں کا آغاز ہوتا ہے پھر وہ اس کی جزاء دینا شروع کر دیتا ہے۔ جو توفیق اس نے عطا فرمائی تھی اس کی جزاء کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور حلیم اس میں ایک نئے معنے پیدا کر رہا ہے۔ مغفرت جو ہو چکی اس کا تعلق تو غفور رحیم سے تھا یہ شکور کے بعد حلیم کا کیا ذکر ہے۔ اس پر اگر غور کریں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ کتنا عظیم مضمون بیان ہوا ہے اور کتنا مربوط مضمون ہے جو اس پہلے حصے سے ایک گہرا تعلق رکھتا ہے۔ حلیم سے مراد یہ ہے کہ آئندہ بھی تم سے غفلتیں ہوا کریں گی اور یہ اللہ کا حلم ہے جو ان کو برداشت کریگا۔ پہلی مغفرت تو ہو گئی لیکن آئندہ بھی تو گناہ سرزد ہونے ہیں۔ تم نہ بھی چاہو تو پھر بھی ہو جائیں گے۔ تو تمہاری مالی قربانی کی جزاء اتنی بڑی مل رہی ہے کہ وہ شکور اس کو بہت طرح بڑھا بڑھا کے تمہیں واپس کر رہا ہے اور مغفرت کا جو سلوک فرمایا تھا اس کو جاری رکھنے کا وعدہ کرتا ہے۔ یعنی ایسی مغفرت نہیں جو ہوئی اور ختم ہو گئی بلکہ وہ لامتناہی مغفرت ہے جو حلیم کے سوا کسی اور سے ادا ہو ہی نہیں سکتی۔ حلیم ہوگا تو جاری مغفرت کا وعدہ کرے گا۔ حلیم نہیں ہوگا تو جاری مغفرت کا وعدہ نہیں کر سکتا۔

"عٰلمُ الغیبِ والشّہادَۃ العزیزُ الحکیمُ" "وہ غیب کا علم رکھنے والا ہے اور شہادت کو بھی جانتا ہے۔ اس کے حضور جو تم پیش کرو گے اس سے کوئی دھوکہ نہیں ہو سکتا۔ تمہاری باریک باریک نیتوں کے فرقوں کو بھی وہ جانتا ہے۔ ان ارادوں سے بھی باخبر ہے جن ارادوں کے ساتھ تم کچھ قربانی پیش کرتے ہو۔ بسا اوقات یہ ارادے دنیا کو دکھانے کے ہوا کرتے ہیں۔ بڑی بڑی قربانیاں بعض لوگ پیش کرتے ہیں اس وقت جب وہ قربانیاں دکھائی دے رہی ہوں۔ جب وہ دکھائی نہ دیں تو قربانیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ تو عالم الغیب سے یہ مراد ہے کہ تم خدا سے تو کچھ چھپا نہیں سکو گے۔ یہ سارے مضامین جو پہلے بیان ہو چکے ہیں ان مضامین پر گہری نظر رکھ کر بعینہ ان کے مطابق جزاء دینا یہ عالم الغیب کا کام ہو سکتا ہے ورنہ اپنے منہ سے تو انسان اپنی باتوں کی تعریف کیا ہی کرتا ہے۔ بڑے چرب زبان بڑی بڑی باتیں بنا کر تحفے پیش کر رہے ہوتے ہیں اور اردگرد بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں کون دیکھ رہا ہے اور کون سن رہا ہے۔ لیکن اللہ کے حضور جو تحفے پیش کریں گے وہ علیحدگی میں کئے جائیں یا دنیا کے سامنے پیش کئے جائیں، اگر یہ شرطیں موجود ہیں جو بیان کی گئی ہیں تو وہ عالم الغیب ہے اس کو پتہ چل جائے گا تمہیں کسی تردد کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا کہ اگر مخفی نیتیں کچھ اور ہونگی اور قرضہ حسنہ کے تقاضوں کے خلاف ہونگی تو یہ سارا قرضہ حسنہ رد کر دیا جائے گا اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ 'والشھادۃ' اور شہادت پر بھی اس کی نظر ہے۔ غیب کی نیتیں اگر انسان کی بہت اونچی اور بلند مرتبہ نیتیں بھی ہوں جب تک وہ شہادت میں نہیں اچھلیں گی ان کی صداقت کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا۔ کئی دفعہ انسان دل میں ارادے باندھتا ہے کہ اللہ میاں میں یہ کروں اور وہ کروں گا مجھے یہ عطا کر تو یہ ایسا ہوگا۔ لیکن جب شہادت کا وقت آتا ہے تو یہ لوگ پیچھے بھی ہٹ جاتے ہیں۔ وہ کچھ وعدے کیا کرتے ہیں غیب میں ان کو پورا نہیں کرتے تو انفاق فی سبیل اللہ کے ساتھ ان باتوں کا گہرا تعلق ہے۔ کئی دفعہ انسان یہ کہتا ہے اچھا یہ ہوگا تو میں یہ دونگا اور اس پر لوگوں نے لطیفے بھی بنا رکھے ہیں کہ کسی شخص نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ اگر تو میرا کام بنا دے تو میں اتنی بکریاں تجھے دونگا۔ پھر وہ کام بن گیا تھوڑا سا تو اس نے کہا کہ بکریاں تو نے کیا کرنی ہیں میں ایک دن کا دودھ دے دوں گا۔ پھر وہ اور آگے بڑھا اس کا کام ہو گیا تو اس نے کہا تو تو دودھ پیتا نہیں لوگوں نے ہی پینا ہے نا تو وعدہ ہی میرا غلط تھا۔ جو ہو گیا بس کافی ہے مجھے میری نیک نیتی کی جزاء دے یہ میرا دل چاہتا تھا۔ تو یہ عالم الغیب والشھادۃ کا مضمون بھی بیان ہو جاتا ہے۔ جب نیت اچھل کر ایک عمل میں تبدیل ہوتی ہے، جب نیک ارادے خوبصورت تحفوں میں بدلتے ہیں اس وقت وہ اپنی ذات کی اور اپنے ارادوں کی صداقت کی شہادت دیتے ہیں اور اس وقت عالم الشہادۃ ہے جو اس گواہی کو بھی قبول کرتا ہے اور شہادت یعنی ظاہر میں پوری ہونے والی چیز کو بھی دیکھتا ہے اور اسے قبول فرماتا ہے، خالی نیتوں پر بات نہیں کی جائے گی۔ پس وہ لوگ جو یہ نیتیں رکھتے ہیں کہ خدا ہمیں دے تو ہم یہ کام کریں گے ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کو میں نے دیکھا ہے جب خدا دیتا ہے تو پھر وہ کرتے نہیں، وہ بھول جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شہادۃ کے لفظ کے اندر یہ مضمون بھی بیان فرما دیا کہ نیتیں ہونگی مگر جب ظاہر ہونگی پھر میں دیکھوں گا اور پھر تم بھی دیکھو گے کہ واقعی تم سچے تھے۔

'العزیز الحکیم' وہ بہت غالب اور عزت والا، طاقتور ہے اور حکیم ہے، ہر بات کی حکمت کو جانتا ہے۔ پس یہ سارے وعدے جو انفاق فی سبیل اللہ سے وابستہ ہیں یہ سارے مضامین جو ان چند آیات میں بیان ہو گئے ہیں یہ عزیز و حکیم کی باتیں ہیں۔ اور اگر تم اسی طرح ان کو سرانجام دو گے جس طرح کہ خدا تعالیٰ نے ہم پر کھول دیا ہے تو یاد رکھو کہ خدا کے عزیز ہونے سے عزت پاؤ گے اور اس کے حکیم ہونے سے تمہاری حکمت بڑھے گی اور تم اولوا الالباب میں لکھے جاؤ گے۔ جو بھی خدا کی خاطر خرچ کرنے والے ہیں انکی آخری منزل یہی ہے۔ میں نے کوئی ایسا نہیں دیکھا جو ان شرائط کو پورا کرتا ہوا خدا کے حضور خرچ کرے اور اسے خدا عزت عطا نہ فرمائے اور اس کی حکمت کو نہ بڑھائے۔ ایسے لوگ بالآخر واقعۃً اولوا الباب میں شامل ہو جاتے ہیں۔ باقی دنیا والے ان کے مقابل پر بے وقوف اور بے معنی دکھائی دینے لگتے ہیں۔

اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ نے جو کچھ بیان فرمایا میں وقت کی رعایت کے مطابق ان میں سے کچھ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا اور یہ بخاری کتاب الزکوٰۃ سے روایت ہے۔ حضرت عدی بن حاتمؓ بیان کرتے ہیں، فرمایا صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی استطاعت ہو۔ "صدقہ دے کر آگ سے بچو" یہ وہ مغفرت والا مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ جو مغفرت فرماتا ہے اگر صدقہ سچا ہو آدھی کھجور بھی ہو تو وہ تمہیں آگ سے بچا لے گا۔ پس آنحضرت ﷺ کی نگاہ لازماً ہمیشہ قرآن کریم پر ہوتی ہے کوئی بھی حدیث ایسی نہیں جس کا مصدر قرآن کریم نہ ہو۔

ایک روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان ہوئی ہے رسالہ قشیریہ سے لی گئی ہے، غالباً زیادہ وقت نہیں تھا آج پرائیویٹ سیکرٹری کے پاس، میں نے ان کو کہا تھا کہ اس مضمون کی حدیثیں لیں تو وہ اس وقت جتنی بھی میسر آسکیں دس پندرہ منٹ کے اندر انہوں نے اکٹھی کی ہیں اس لئے اگر حوالوں میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو احباب درگذر فرمائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا 'سخی اللہ کے قریب ہوتا ہے۔ لوگوں سے قریب ہوتا ہے اور جنت سے قریب ہوتا ہے'۔ سخی آدمی سے مراد یہاں وہ سخی ہے جو "مَن یُوق شحّ نفسہ" کی تعریف کے اندر داخل ہے۔ ہر سخی خدا کے قریب نہیں ہوتا۔ لوگوں کے قریب ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات ہر سخی لوگوں کے پاس بھی نہیں ہوتا جتنا اس نے دینا ہے لوگ اٹھا لیتے ہیں اور بعد میں اسے گالیاں دیتے چلے جاتے ہیں کہ اتنا کچھ بچا کے رکھا ہوا ہے،

SATELLITE WAREHOUSE

Muslim TV AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

دیا گیا ہے آگے سے، کچھ بھی نہیں۔

تو یہ جو حدیث ہے رسول اللہ ﷺ کی یہ بول رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا کلام ہے۔ اسی لئے میں آپ کو سمجھایا کرتا ہوں کہ روایات پر اتنا انحصار نہ کیا کریں محمد رسول اللہ ﷺ کا کلام خود بولتا ہے، بلا شبہ پہچانا جاتا ہے کہ یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا کلام ہے۔ فرمایا سخی یعنی وہ سخی جس کو قرآن کریم نے سخی بیان فرمایا ہے اللہ کے قریب ہوتا ہے، لوگوں کے قریب ہوتا ہے اور جنت کے قریب ہوتا ہے۔ اب جو سخی بھی اللہ کے قریب نہ ہو وہ سخی نہیں ہے۔ یہ تعریف منفی صورت میں اس طرح پوری ہوتی ہے۔ جو سخی بیک وقت اللہ کے قریب نہ ہو اور جنت کے قریب نہ ہو اور لوگوں کے قریب نہ ہو وہ سخی نہیں ہے۔ یہ تینوں لازمی شرطیں ہیں کسی کے خدا کی نظر میں سخی ہونے کیلئے، کیونکہ جو خدا کی محبت میں لوگوں پر اس طرح خرچ کرتا ہے کہ ایک ذرہ بھی ان کا شکریہ برداشت نہیں کرتا، چھپ کے دیتا ہے۔ ظاہر کبھی دے تو اس انداز میں دیتا ہے کہ ان کی عزت افزائی کرتا ہے۔ ان سے کہتا ہے کہ آپ قبول کر لیں تو ہم پر احسان ہے یہ سخی ہے جو بندوں کے قریب ہوا کرتا ہے۔ اس کے سوا کوئی سخی بندوں کے قریب نہیں ہو سکتا۔ تو دیکھیں خدا تعالیٰ نے ہم پر کتنا احسان فرمایا کہ اس کے کلام کی تشریح محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمائی اور ایسی پر حکمت، اتنی گہری تشریح ہے کہ ذہن کے آخری کنارے تک سیراب کرتی چلی جارہی ہے۔

فرمایا اس کے برعکس، بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے، لوگوں سے بھی دور ہوتا ہے اور جنت سے بھی دور ہوتا ہے۔ اس تعریف کے بعد اب کون چاہے گا کہ اس کا خرچ آنحضرت ﷺ کی اس تعریف کے مطابق اسے اللہ کے قریب، لوگوں کے قریب اور جنت کے قریب کرنے والا نہ ہو۔ لازماً ہر ایک اپنے خرچ پر نظر رکھے گا اور یہی چاہے گا کہ اس کا بہترین اجر حاصل کرے۔ فرمایا 'ان پڑھ سخی بخیل عابد سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے' ان پڑھ سخی یعنی ان معنوں میں سخی ایک بخیل عابد سے خدا کو زیادہ قریب ہے۔ بظاہر عبادت انسانی زندگی کا مقصد ہے، انسان کو عبادت کی خاطر پیدا فرمایا گیا لیکن اس میں عبادت کی تعریف بھی داخل ہو گئی۔

فرمایا "اَن پڑھ سخی بخیل عابد سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے" بہت ہی پر لطف بات ہے "انپڑھ سخی" "اَن پڑھ کیوں کہا حالانکہ اس کے مقابل پر بخیل عابد رکھا ہوا ہے۔ یہ دونوں باتیں اگر بہت گہرائی میں اتر کر دیکھیں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ ان کا برعکس آنحضرت ﷺ پر صادر ہوتا ہے۔ آپ دنیا کے لحاظ سے ان پڑھ تھے لیکن خدا کی نظر میں سخی تھے اور یہ وجہ ہے کہ آپ کی عبادت خدا کے ہاں محبوب اور مقبول ہوئی ہے۔ ہر وہ شخص جو اس تعریف کے بغیر خدا کے حضور عبادت میں حاضر ہوتا ہے اس کی عبادت قبول نہیں کی جاتی۔ اگر سچا عبد بننا ہے تو آنحضرت ﷺ کی پیروی کریں اور آپؐ کے مطابق اگر دنیاوی تعلیم کا ایک لفظ بھی نہ آپ نے حاصل کیا ہو تو محمد رسول اللہ ﷺ کی طرح آپ پر کوئی ترقی بھی بند نہیں کی جائے گی۔ ظاہری علم کا نہ ہونا خدا کے حضور سخی ہونے کی راہ میں مانع نہیں ہے۔ پس ظاہری علم کی پرواہ نہ کریں جو کچھ خدا کے حضور پیش کرنا ہے بہت محبت اور دیانت داری سے جو کچھ حاصل ہے وہ سب کچھ پیش کر دیں۔

میں اس مضمون کو دیکھتا ہوں تو میرے نزدیک یہ مضمون بہت ہی زیادہ گہرا ہو جاتا ہے۔ اگر بظاہر یہ بے جوڑ لفظ دکھائی نہ دیتے تو میری نظر اٹکتی بھی نہ۔ بظاہر بے جوڑ باتیں ہیں لیکن ان بے جوڑ لفظوں کے اندر ہی وہ گہرائی موجود ہے جو اور کہیں موجود نہیں۔ آنحضرت ﷺ کو دو وجوہات سے سب دنیا پر فضیلت دی گئی ہے۔ اَن پڑھ ہونے کے باوجود خدا کے حضور اپنا سب کچھ پیش کر دیا اور بخل نہیں کیا پیش کرنے میں۔ جو اموال تھے، جو جان تھی، جو دماغ تھا، جو دل تھا، جو بھی استطاعت تھی سب کچھ خدا کے حضور پیش کر دیا اس کے نتیجے میں آپ عبد کہلائے وہ عابد بنے جس کو خدا تعالیٰ عابد قرار دیتا ہے اور یہ عبد بنا کر آپ کو وہ علم عطا کیا جو سب دنیا کا معلم بنادیا۔ اَن پڑھ سے آغاز ہوا ہے اور عبادت کی راہ سے کیا کچھ حاصل کر گئے۔ خدا کے حضور عبد کہلائے، اور خدا کے حضور علم میں اتنی ترقی کی کہ دنیا کے علوم نہ پڑھنے کے باوجود خدا نے بے انتہا دیا۔

اس مضمون کا تعلق سخی سے ہے اگر بندہ اتنا سخی ہو جیسے محمدؐ رسول اللہ سخی تھے کہ جو کچھ ملتا رہا وہ خدا کے حضور ہی پیش کرتے رہے تو اللہ اس سے بڑھ کر سخی کیوں نہ ہوگا۔ تو اللہ کی سخاوت ہے جو اس کے شکور ہونے کا تقاضا ہے اور وہ سخاوت بے انتہا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ کو جو لامتناہی مقامات نصیب ہو گئے ہیں وہ اسی حکمت کی وجہ سے تھے کہ آپ نے اپنا سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اس کو کچھ بھی نہ سمجھا۔ پھر بھی جو تھا پیش کر دیا اللہ نے اس کو اتنی وقعت عطا فرمائی، اتنی عظمت بخشی کہ ایسے شخص سے خدا نے ایک عجیب سلوک فرمایا جو اس کا تھا وہ سب اس کو دے دیا۔ جب آنحضرت ﷺ نے اپنا سب کچھ پیش کر دیا تو اس سے بڑے سخی کا تقاضا کیا تھا کہ وہ اپنا سب کچھ پیش کر دے۔ پس دنیا و مافیہا میں آپ کو مقصود بنادیا ساری کائنات کا مقصود بنا دیا۔ 'لو لاکَ لما خَلقت الاَفلاک' کتنا عظیم مضمون ہے جو خدا کی راہ میں سچی سخاوت اختیار کرنے سے اور سچا عجز اختیار کرنے سے انسان کو نصیب ہوتا ہے۔

اب اس سے زیادہ وقت نہیں ہے۔ پس اسی لئے اس حدیث پر اکتفا کرتے ہوئے میں

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتاہوں

اور اس دفعہ میں نے عمداً آپ کے سامنے پیش کرنے کے لئے بہت تھوڑے کوائف چنے ہیں۔ کیونکہ پہلے ہم کوائف میں غرق ہو جایا کرتے تھے اور اکثر سننے والوں کو کچھ بھی پتہ نہیں چلتا تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ پچھلے سال میں اتنا ہوا، اس سال میں اتنا ہوا، فلاں جماعتیں آگے، فلاں جماعتیں پیچھے کچھ تو ذکر کرنا پڑے گا مگر اس دفعہ میں نے کوشش کی ہے کہ وعدے وصولیوں کے فرق سب مٹا کر جو مرکزی نقطے ہیں وہ آپ کے سامنے رکھ دوں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ سب کو سمجھ آجائے گی۔

اس تمہید کے ساتھ میں تحریک جدید کے دفتر اول سال تریسٹھ (۶۳)، یہ تحریک جدید میں دفاتر ہیں یعنی الگ الگ قربانی کرنے والوں کی نوعیت ایک دوسرے سے جدا کر کے ایک نوعیت کے لوگوں کے الگ رجسٹر ہیں، دوسری نوعیت کے لوگوں کے بعد کے رجسٹر ہیں۔ تو آغاز سے جنہوں نے قربانیاں کیں، جن کے قربانیوں کے سلسلے ابھی جاری ہیں، ان کو دفتر اول کہا جاتا ہے۔ اللہ کے فضل سے میری والدہ نے بھی مجھے اس میں شامل کر کے یہ اعزاز بخشا اور بہت سے کثرت سے ایسے ہیں جن کے ماں باپ نے ان کو اعزاز بخشا اور وہ آج بھی دفتر اول میں ہیں۔ پھر دفتر دوم کا آغاز ہوا اس کو ترپن (۵۳) سال گزر چکے ہیں۔ دفتر سوم کا آغاز ہوا جس کو تینتیس (۳۳) سال گزر چکے ہیں۔ دفتر چہارم کا آغاز ہوا جو خود میں نے ہی کیا تھا اس کو بارہ (۱۲) سال گزر چکے ہیں اب ہم اگلے سال میں داخل ہو رہے ہیں۔

پچھلی دفعہ ستر (۷۰) کچھ ممالک سے رپورٹیں ملی تھیں۔ اس دفعہ خدا کے فضل سے بیاسی (۸۲) ممالک کی طرف سے رپورٹیں ملی ہیں اس میں بھی ترقی ہے۔ وصولی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سولہ لاکھ چونسٹھ ہزار تین سو چالیس پاؤنڈ ہوئی ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے جب اللہ تعالیٰ نے مجھے منصب خلافت پر فائز فرمایا تو یورپ امریکہ وغیرہ سب کی وصولی اس سے بہت کم تھی۔ پاکستانی روپے کو چھوڑیں کیونکہ اس کی قیمت گر گئی ہے۔ لوگ کہیں گے کہ آپ گری ہوئی قیمت کے روپے کو اضافہ بتا رہے ہیں اس لئے میں اس کا ذکر ہی نہیں کرتا۔ ذکر تو کیا ہے لیکن مختصر۔ جو دنیا کی ویلیوز (Values) یعنی ان کے روپے کی قیمتیں ہیں ان میں ڈالر اور پاؤنڈ کی قیمتیں باوجود گرنے کے اپنی ذات میں مستحکم ہیں اور جو فرق پڑا ہے وہ پاکستانی روپے کے مقابل پر بہت کم فرق پڑا ہے۔ تو اس پہلو سے جہاں تک مجھے یاد ہے ساری دنیا کا چندہ سولہ لاکھ پاؤنڈ نہیں تھا جو آج تحریک جدید کا چندہ ہے یہ پاؤنڈوں میں ہے۔

گزشتہ سال کے مقابل پر یہ وصولی پندرہ لاکھ کی نسبت سولہ لاکھ چونسٹھ ہزار ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال کے مقابل پر ایک لاکھ چھپن ہزار کا اضافہ ہے۔ اس اضافے کا سب سے بڑا سہرا امریکہ کے سر پر سجتا ہے۔ امریکہ نے وقف جدید میں آگے بڑھنے کا وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا۔ پھر جب تحریک جدید میں سنتے تھے کہ جرمنی آگے ہے، پاکستان آگے ہے، فلاں آگے ہے تو ان کو یہ ایک مہمیز لگتی تھی جیسے گھوڑے کو ایڑ لگائی جاتی ہے۔ چنانچہ ایم ایم احمد صاحب نے مجھے کہا کہ اس دفعہ ہم کوشش کریں گے کہ تحریک جدید میں بھی آگے بڑھیں۔ تحریک جدید میں ان کا آگے بڑھنے کا انداز یہ ہے کہ ساری دنیا کو اتنا پیچھے چھوڑ گئے ہیں کہ اب ان کے لئے خیال بھی نہیں آسکتا کہ ہم آگے بڑھ کر ان کو پکڑ لیں۔ دو سال پہلے ان کی کل وصولی دو لاکھ پچھتر ہزار تھی اب چھ لاکھ چوراسی ہزار ہو چکی ہے تو ان دو سالوں میں بہت دوڑ لگائی ہے انہوں نے اور ماشاء اللہ جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم امریکہ کو پکڑ سکتے ہیں کیونکہ انہوں نے اور بھی زیادہ آگے بڑھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور ہم سب کی طرف سے ان کو مبارک باد ہو۔ سب سے آگے بڑھنے والا گھوڑا نکلا۔ پاکستان نے بھی ترقی کی۔ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ جرمنی

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر

پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

کو تو ہم نے پیچھے کر کے چھوڑا ہے آخر کر دیا اور اب اللہ کے فضل سے اتنی ترقی ہے اس دو سال کے اندر کہ جرمنی ان سے بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ مگر جرمنی سے اس کا شکوہ نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس جماعت کے اور بے حد اخراجات ہیں تبلیغ کے اور دوسرے اور وہ متوازن قدم بڑھا رہے ہیں مگر ان کی اتنی توفیق ہے ہی نہیں کہ وہ اس مقابلے میں اب شامل ہو سکیں۔ تحریک جدید میں امریکہ اور پاکستان دونوں نے ان کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ مجموعی وصولی کے لحاظ سے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے امریکہ اول، پاکستان دوم، جرمنی تیسری پوزیشن میں ہے، برطانیہ چوتھی پوزیشن میں ہے، کینیڈا پانچویں، انڈونیشیا چھٹی، سوئٹزرلینڈ ساتویں، بھارت آٹھویں، ماریشس نویں، جاپان دسویں اور ناروے گیارھویں پوزیشن میں ہے۔ موازنے کی فہرست جو میں نے پیش کی ہے اس سے پوری سمجھ نہیں آپ کو آسکتی کیونکہ ہر ایک کے حالات الگ ہیں، جماعتوں کی تعداد کا بہت بڑا فرق ہے اور اقتصادی حالات ملکوں کے مختلف ہیں۔ اس لئے صرف اول دوم سوم کی حیثیت سے میں نے آپ کو بتادیا ہے تاکہ لوگوں کو خوشی ہو کہ ہم فلاں نمبر پر آئے ہوئے ہیں۔

لیکن جہاں تک فی کس قربانی کا تعلق ہے اس میں حسب سابق سوئٹزرلینڈ نے ابھی بھی اولیت کا جھنڈا اٹھایا ہوا ہے۔ ایک سو تینتیس (۱۳۳) پاؤنڈ فی کس سوئٹزرلینڈ کے احباب قربانی پیش کر رہے ہیں تحریک جدید میں۔ امریکہ سے ان کی نسبت نہیں ہے کیونکہ امریکہ کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لئے یہ موازنہ بھی پوری طرح حقیقی قربانی پیش نہیں کر سکتا مگر ایک ایسا ہے جس میں سوئٹزرلینڈ کو فضیلت ملی ہے تو بیان کرنی چاہئے۔ امریکہ کا ہر فرد ایک سو ایک پاؤنڈ پیش کر رہا ہے تحریک جدید میں اور یہ بہت بڑی قربانی ہے۔ جماعت میں جس کثرت سے عامۃ الناس بھی ہیں جن کی معمولی آمدنی ہے ان سب کو شامل کریں تو سوئٹزرلینڈ کے مقابل پر اس کو ایک بہت بڑی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔ جاپان جو پہلے اول آیا کرتا تھا وہ اٹھہتر (۷۸) پر ہے۔ یہ بھی آج کل کے حالات میں میں سمجھتا ہوں بڑی ہمت ہے۔ برطانیہ ماشاء اللہ اس دفعہ کچھ اور آگے آیا ہے۔ یہ عبدالخالق صاحب بنگالی جب سے ان کو تحریک جدید کا کام سپرد ہوا ہے اپنے آپ کو تعلقدار لکھنے لگ گئے ہیں اور بڑی محنت کر رہے ہیں ان کی محنت ابھی آگے آگے چلے گی۔ وہ کہتے ہیں وصولی میں کچھ اور بھی کر لوں گا۔ لیکن ان دو سالوں میں، اس سال خصوصیت کے ساتھ بنگالی صاحب نے کام سنبھالا ہے تو برطانیہ کو اچھی قربانی کی توفیق ملی ہے۔ بلجیئم چھوٹی جماعت ہونے کے باوجود انتیسویں (۲۹) پوزیشن میں ہے۔ اب مختصر اوقت کی رعایت سے میں یہ عرض کر دیتا ہوں کہ پاکستان میں لاہور، ربوہ، اسلام آباد، راولپنڈی، حیدر آباد، کوئٹہ، سرگودھا، سیالکوٹ، نارووال، گوجرانوالہ، ساہیوال، اوکاڑہ، نواب شاہ، سانگھڑ، فیصل آباد، خوشاب، پشاور، کراچی، گوجرخان، جہلم اسی ترتیب سے تحریک جدید کی قربانی میں آئے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔

اب ایک اور غم اور خوشی کی ملی جلی خبر ہے۔ **پاکستان سے ایک اور شہادت کی اطلاع ملی ہے۔** غم اس لئے کہ اپنا پیارا جب جدا ہو تو غم تو ضرور ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو جس طرح شہادت کی توفیق بخشی ہے وہ ایک بڑا مقام اور مرتبہ ہے۔ میری مراد **ڈاکٹر نذیر احمد صاحب آف گھوئینکی ضلع گوجرانوالہ** سے ہے۔ ان کے قاتل عنایت شاہ پولیس کی کوشش کی وجہ سے گرفتار ہوئے اور اس پہلو سے میں پولیس کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ پاکستان کے لئے کم ایسا واقعہ ہوا ہے کہ پولیس کے لئے دل سے دعائیں نکلیں لیکن وہاں کے تھانیدار بہت باضمیر انسان معلوم ہوتے ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ ڈاکٹر نذیر صاحب اس علاقے کے لئے بے حد خدمت کرنے والے اور بے حد ہردلعزیز ہیں اور بہت ہی کوئی خبیث فطرت ہے جس نے ان کو قتل کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے سارے گاؤں کو اور ساتھ کے گاؤں جس کے متعلق شبہ تھا کہ ان میں سے قاتل نکلے گا ان کو اکٹھا کر کے یہ بتادیا کہ دیکھو پولیس کے ہاتھ بڑے سخت ہوتے ہیں یا تو تم خود مخبری کرو، بتاؤ کہ کون ہے ورنہ میں پھر دوبارہ آؤں گا اور پھر میں اپنے سارے حربے استعمال کراؤں گا اور تم سے نکلوا کے چھوڑوں گا اس لئے مخبری کرنے والا بہتر ہے کہ خود ہی مخبری کر دے ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی پکڑا جائے۔ چنانچہ اس دھمکی نے جو معنے رکھتی تھی بڑا اثر کیا اور ایک مخبر نے اس بدبخت مولوی کا نام بھیج دیا کہ یہ عنایت شاہ ہے اور یہ اور اس کا بھائی دونوں دراصل تو طاہر القادری کے مرید ہیں اور انہوں نے ہی ساری شرارت کی ہے۔ اور یہ عجیب مولویت ہے پاکستان میں کہ تقویٰ تو قریب بھی نہیں پھٹکا ہوا، پیسے بھی لے کر بھاگ گئے، رائفل بھی اس سے نکلوائی اور جا کے نہر کے کنارے گولیوں کی بوچھاڑ کر کے شہید کیا اور اسی نہر میں ڈال دیا۔ مخبر نے جب پولیس کو اطلاع کی تو سیدھا پولیس نے ان کو جا پکڑا اور بعینہٖ اسی جگہ سے لاش دریافت کرلی اسی طرح ان کو گولیاں لگی ہوئی تھیں۔ اس لئے اس معاملے میں شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ ان کو ربوہ میں پوری عزت افزائی کے ساتھ جو ایک شہید کی ہونی چاہئے دفن کیا گیا۔ اور ان کی اولاد میں سب سے بڑے صاحبزادے پینتیس سال کے ہیں اور، اور بھی بچے ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنی عنایت کے سائے تلے رکھے۔ اور قاتل کو جو سزا اس دنیا میں ملنی ہے وہ تو ملے گی لیکن مجھے اس میں ذرہ بھی شک نہیں کہ آخرت کی سزا اس سے بھی زیادہ سخت ہوگی کیونکہ یہ بے حیا لوگ ہیں، پلید ذات ہیں، جب خدا کا نام لے کر ایسی مجرمانہ حرکتیں کرتے اور ساتھ اپنا پیٹ بھی پال رہے ہیں۔ خدا کے نام پر کسی کو مار کے غازی بننے کے دعویدار ہو جاتے ہیں۔ سارے پاکستان کا یہ حال ہو چکا ہے۔ جب سے احمدیت کو انہوں نے اپنی طرف سے اپنے مزاج میں سے نکالا ہے ایسے ملعون ہو چکے ہیں کہ زندگی کا ہر شعبہ لعنت سے بھر گیا ہے۔ کچھ سمجھ نہیں آتی اس ملک کا کیا بنے گا۔ اللہ ہی ہے جو ان کو عقل دے۔ تو سب سے پہلے تو میں ڈاکٹر نذیر احمد صاحب آف گھوئینکی کی نماز جنازہ غائب جمعہ کے بعد عصر کی نماز کے بعد پڑھوں گا۔ آج عصر کی نماز جمع ہوگی کیونکہ یہ مجبوری ہے۔ سردیوں کی وجہ سے اب دن اتنے چھوٹے ہو گئے ہیں کہ جمعہ ختم ہوتے ہوتے عصر کی نماز کے وقت سے مل جاتا ہے تو جب تک یہ سردیوں کے دن نہ بدلیں آئندہ ظہر کی نمازیں نہیں بلکہ جمعہ کی نمازیں عصر کے ساتھ جمع ہوا کریں گی۔

اب دوسرے ہمارے عزیز دوست **بریگیڈیئر وقیع الزمان صاحب** ہیں ان کے کوائف چھپ چکے ہیں۔ مجھے اس کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ میں مختصراً اتنا کہوں گا کہ ان کی ہمیشہ خواہش ہوا کرتی تھی، مجھ سے ذکر کیا کرتے تھے کہ میں کسی پر بوجھ نہ بنوں۔ اللہ مجھے اس طرح اٹھائے کہ میں کبھی بوجھ نہ بنوں۔ چنانچہ ان کا وصال اس طرح ہوا ہے کہ ہارٹ اٹیک نہیں ہوا بلکہ چلتے چلتے دل خود ہی بند ہو گیا۔ ایسی ملائمت کے ساتھ کہ کوئی بھی اثر چہرے پر کسی تکلیف کا نہیں ہے۔ اخبار پڑھتے پڑھتے وہیں سر جھکا دیا اور میز پر ٹکا دیا۔ اور جب ان کی بیگم نے یہ خیال کیا کہ شاید سوئے ہوئے ہیں، تھک کر سو گئے ہیں، جب قریب جا کر دیکھا تو سانس بند تھا اور فوت ہو چکے تھے۔ یہ ان کی وفات بتا رہی ہے کہ اللہ نے ان کو قبول فرمالیا ہے ورنہ اس طرح نیک خواہش کا اظہار خدا تعالیٰ قبول نہیں کیا کرتا جب تک کسی نیک بندے کے دل پر نگاہ نہ ہو اور اسے قبولیت نہ بخشے۔ ان کا انگلستان کے ساتھ ایک گہرا تعلق یہ ہے کہ عزیزہ ساجدہ مرحومہ جنہوں نے ہارٹلے پول کو عزت بخشی، جن کی وجہ سے، ان کے میاں اور ان کی کوششوں کی وجہ سے، ہارٹلے پول میں بڑی زبردست جماعت بنی، بڑے مخلص لوگ ہیں جن کو میں خود اب بھی دیکھ کر آیا ہوں، یہ ان کی بیٹی ہیں۔ قانتہ جو مولوی عبدالمغنی صاحب کی صاحبزادی تھیں ان سے ان کی شادی ہوئی تھی اور بچی کی ولادت پر یا ولادت کے بعد جلد وہ فوت ہو گئی تھیں۔ میں دیکھ کر بتا سکتا ہوں اس بچی کو انہوں نے پالا۔ بہر حال یہ کوائف چھپ جائیں گے۔ چھوٹی موٹی اس میں غلطی آگے پیچھے ہو تو بے معنی بات ہے میں صرف ذکر یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ساجدہ حمید جنہوں نے سارے انگلستان کی جماعت سے دعائیں لی ہیں اور ایک عزت کا مقام ہے وہ ان کی بیٹی تھیں۔ ان کی دوسری شادی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی صاحبزادی امتہ المجید سے ہوئی۔ ان سے بھی جتنے بچے ہیں نہایت ہی اعلیٰ تربیت ہے ان کی۔ بہت مخلص، بہت فدائی۔ جب میں انگلستان آیا ہوں تو میرے ساتھ جو دو شخص جماعت کی طرف سے نمائندہ تھے ان میں ایک بریگیڈیئر وقیع الزمان صاحب تھے اور ایک چوہدری حمید نصر اللہ صاحب لاہور کے امیر۔ ان سے جو میرے تعلقات کی باتیں یا ہماری خط و کتابت تھی وہ لمبے مضمون ہیں ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اتنا میں جانتا ہوں کہ بڑے فدائی انسان تھے، بہت ہی بزرگ والد، خوش نصیب ہیں وہ بچے اور خوش نصیب ہے وہ بیوی جن کو وقیع الزمان نصیب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے۔ نماز عصر کے بعد انشاء اللہ ان کی نماز جنازہ ہوگی۔

(حضور ایدہ اللہ نے مکرمہ ساجدہ حمید صاحبہ کے متعلق خطبہ کے دوران ایک دفعہ سہواً فرمایا کہ مکرمہ قانتہ صاحبہ کی بچی کی بیٹی تھیں۔ اس پر حاضرین میں سے کسی نے توجہ دلائی تو حضور نے فرمایا)، آپ نے ٹھیک بتایا ہے قانتہ جو تھیں ان کے ساتھ ان کی شادی ہوئی تھی۔ دیکھو کتنی بڑی غلطی مجھ سے ہو رہی تھی۔ تو خیالات اور طرف بہہ رہے ہوں تو بعض دفعہ ایسی باتیں جن کا علم بھی ہو وہ وقتی طور پر بھول جاتی ہیں۔ قانتہ جو مولوی عبدالمغنی صاحب کی صاحبزادی تھیں ان سے ان کی شادی ہوئی تھی اور ان کے لئے بھی بہت ہی بہترین خاوند ثابت ہوئے۔ ان کی بچی ساجدہ ہے جس سے قانتہ کے تعلق کی وجہ سے اور بھی زیادہ پیار تھا اور ساری اولاد کہتی ہے کہ بہترین، بہت ہی عظیم والد تھے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے اور انشاء اللہ ابھی نماز عصر کے بعد ان کی نماز جنازہ ہوگی۔ جمعہ میں عام طور پر بولنا جائز نہیں مگر یہ بولنا مجھے بہت اچھا لگا ہے۔ ☆......☆......☆

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

بزرگ ہستیاں

(ڈاکٹر محمد جلال شمس- ہیمبرگ ،جرمنی)

خداوند بزرگ و برتر کا یہ بے پایاں احسان اس عاجز پر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے عاجز کو توفیق عطا فرمائی کہ میں حضرت اقدس مسیح الزمان ومہدی دوران علیہم السلام کے تین بزرگ خلفاء کا دیدار کروں اور ان کے حلقہ بیعت میں شمولیت کی سعادت حاصل کروں۔ یہ بھی محض اس بے مثل ذات کا کام ہے کہ مجھے حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے بعض صحابہ کرام کا دیدار بھی نصیب ہوا۔ یہ عظیم لوگ اپنے کردار کی عظمت اور سیرت حمیدہ کے جمال میں بلاشبہ پہاڑوں سے زیادہ بلند ، پھولوں سے زیادہ حسین اور سورج سے زیادہ روشن تھے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ عاجز آج جن بزرگ ہستیوں کا ذکر کرنے کا خواہش مند ہے وہ ہر چند کہ مذکورہ بالا بزرگوں میں سے تو نہیں لیکن ان کے عظیم کردار کا ایک حسین پرتو ضرور ہیں۔

سب سے پہلے میں جس عظیم ہستی کا ذکر کرنے کا خواہش مند ہوں وہ استاذی المکرم سید داؤد احمد صاحب مرحوم ہیں۔ خاکسار جب جامعہ احمدیہ میں داخل ہوا تو حضرت سید داؤد احمد مرحوم جامعہ احمدیہ کے پرنسپل تھے۔ بالعموم آپ کو میر صاحب کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ خاکسار تعلیم الاسلام ہائی سکول میں دسویں جماعت کا طالب علم تھا۔ وہیں سے زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ بچپن کا دور تھا ناتجربہ کاری ، کم علمی اور اکھڑپن کا زمانہ تھا۔ لیکن ہر مرحلہ پر حضرت میر صاحب کی شفقت نے سہارا دیا۔ ہر طالب علم کے ساتھ آپ کا ایسا محبت وشفقت بھرا ذاتی تعلق تھا کہ ہر ایک یہی سمجھتا تھا کہ بس میں ہی حضرت میر صاحب کی نوازشوں کا مظہر ہوں۔ بلاشبہ آپ باپ سے زیادہ شفیق تھے۔ چند واقعات کا تذکرہ کرتا ہوں۔

حضرت میر صاحب قریباً ہر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسجد مبارک میں اعتکاف کی عبادت میں شامل ہوا کرتے تھے۔ لیکن یہ اعتکاف بالعموم مشروط ہوتا تھا۔ یعنی آپ مسجد مبارک سے ہی سیدھے جامعہ احمدیہ تشریف لے جاتے اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کے بعد وہاں سے دوبارہ مسجد مبارک میں تشریف لے جا کر اعتکاف میں مصروف ہو جاتے۔ ایک دفعہ آپ مسجد مبارک میں معتکف تھے خاکسار نے عصر کی نماز کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ چونکہ باتیں زیادہ کرنا مناسب نہیں ہوتا خاکسار نے ایک لفافہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ جس میں دعا کی درخواست کی گئی تھی۔ اگلے روز خاکسار نے جونہی آپ کے پاس حاضر ہو کر سلام عرض کیا آپ نے ایک لفافہ میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ خاکسار نے باہر نکل کر لفافہ کھولا۔ میری نظر روپے کے چند نوٹوں پر پڑی جو ایک کاغذ کے اندر تھے۔ میں نے اسی طرح کاغذ کو تہہ کیا اور اس پر عربی زبان میں یہ تحریر لکھی کہ جناب میں نقدی کا محتاج نہیں ہوں۔ اور لفافہ بند کر کے دوبارہ میر صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا اور چلا آیا۔ اگلے روز حضرت میر صاحب نے وہی کاغذ جس پر میں نے عربی تحریر لکھی تھی۔ مجھے کسی کے ہاتھ ارسال فرمایا۔ جس پر سرخ رنگ سے تحریر تھا کہ جن کو میں عزیز سمجھتا ہوں ان کو عیدی دیتا ہوں۔ آپکو بھی میں نے اپنا عزیز سمجھا تھا۔ میرے بزرگ بھی مجھے آج تک عیدی دیتے ہیں اگر آپ ان تعلقات کو رد کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی۔

حضرت میر صاحب کی تحریر پڑھ کر مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اسی پریشانی کے عالم میں میں نے کاغذ کو کھولا تو میری نظر حضرت میر صاحب کی ایک اور تحریر پر پڑی جس میں بڑے ہی پیار سے یہ ذکر تھا کہ یہ عیدی آپ کے لئے اور آپ کے بھائی کے لئے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے پہلے روز جلد بازی میں اس تحریر کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ دراصل وہ میر صاحب کا خاکسار کے نام ایک رقعہ تھا جس کے اندر روپوں کے نوٹ تھے۔ حضرت میر صاحب کا رقعہ پڑھ کر مجھے اپنی جلد بازی پر سخت افسوس ہوا۔ میں نے ایک اور تحریر لکھ کر حضرت میر صاحب سے معذرت کی اور ان کا رقعہ نہ پڑھنے کا ذکر کرتے ہوئے درخواست کی کہ ازراہ کرم وہ رقم خاکسار کو واپس عنائت فرمائیں لیکن وہ رقم دوبارہ مجھ تک نہ پہنچی۔

اس واقعہ کو کئی سال گزر گئے۔ ایک دفعہ گرمیوں کی چھٹیوں میں میرا ارادہ تھا کہ کراچی جاؤں۔ میں نے ایک درخواست لکھی کہ مجھے کچھ رقم بطور پیشگی (Advance) دی جائے۔ اور درخواست لے کر حضرت میر صاحب کے دفتر میں چلا گیا۔ درخواست پڑھ کر آپ نے فرمایا کتنی رقم درکار ہے۔ میں نے کچھ سوچ کر کہا کہ چالیس روپے کافی ہونگے۔ آپ نے اپنی جیب سے بٹوا نکالا اور چالیس روپے نکال کر میرے ہاتھ میں تھما دئے۔ میں نے فوراً روپوں کے نوٹ لے لئے اور ساتھ ہی کہا کہ کئی سال قبل ایک دفعہ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی آج میں وہ غلطی دوبارہ نہیں کرنا چاہتا۔ حضرت میر صاحب نے فرمایا مجھے وہ سارا واقعہ خوب یاد ہے میں بھولا نہیں کرتا۔ مجھے تمہارے رد عمل سے خوشی ہوئی تھی ۔ مطلب یہ تھا کہ حضرت میر صاحب کے خیال میں میری طبیعت لالچی نہیں بلکہ مجھ میں خودداری اور قناعت موجود ہے۔ جس سے حضرت میر صاحب کو مسرت ہوئی۔

ایک دفعہ حضرت میر صاحب نے میری کسی خطا کی بنا پر مجھے بہت زیادہ جرمانہ کر دیا۔ غالباً چالیس روپے جرمانہ کی رقم تھی۔ ان دنوں ہمیں قریباً اتنا ہی وظیفہ ملتا تھا۔ جرمانہ کی کی رقم کی ادائیگی مجھے بہت گراں محسوس ہوئی۔ لیکن مجبوراً ادا کرنا پڑی۔ اگلے ماہ جب خاکسار اپنے وظیفہ کی رقم لینے کے لئے دفتر گیا تو کارکن نے مجھے دس روپے زائد دئے ۔ اور بتایا کہ میر صاحب نے میرے لئے زائد وظیفہ مقرر فرمایا ہے۔ یہ زائد رقم خاکسار کو بہت لمبا عرصہ ملتی رہی۔ فی الحقیقت یہ رقم جرمانہ کی رقم سے کہیں زیادہ تھی۔

خاکسار ان دنوں محلہ دارالرحمت شرقی (ب) کا زعیم مجلس خدام الاحمدیہ تھا۔ ایک خادم کے والد صاحب ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گئے۔ خاکسار جنازہ کے انتظامات میں کچھ دیر اس طرح مصروف رہا کہ جامعہ نہ جا سکا۔ اگلے روز جب میں جامعہ احمدیہ حاضر ہوا تو میر صاحب نے بازپرس کی اور مجھے دس روپے جرمانہ کیا۔ اس وقت تو مجھے یہ بات سمجھ نہ آئی کہ ایک رفاہی کام میں مصروفیت پر مجھے جرمانہ کیوں کیا گیا ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ مجھے یہ احساس ہوا کہ فرض کو چھوڑ کر نفلوں کی ادائیگی میں مصروف ہونا ہرگز قابل قبول نہیں۔ جامعہ احمدیہ کی تعلیم میرے فرائض میں سے تھی۔ اور ظاہر ہے کہ کسی جنازہ میں مدد کرنا نفلی حیثیت کی قربانی تھی جس کی خاطر فرائض سے پہلو تہی کرنا ہرگز مناسب نہ تھا۔

جلسہ سالانہ کے ایام تھے ۔ حضرت میر صاحب افسر جلسہ سالانہ تھے ۔ ریلوے سٹیشن کے سامنے والے لنگر خانہ کا واقعہ ہے۔ حضرت میر صاحب نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ جاؤ فلاں صاحب کو تلاش کر کے لاؤ۔ حضرت مرزا منصور احمد صاحب بھی وہیں تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ جس صاحب کی آپ کو تلاش ہے وہ تو یہاں نہیں ہیں۔ یہ بات سن کر میں نے سمجھا کہ اب تلاش کرنے کے لئے لنگر خانہ میں چکر لگانے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ اس پر حضرت میر صاحب نے مجھے سخت ڈانٹا اور کہا کہ جاتے کیوں نہیں ؟ اس پر حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے دوبارہ کہا کہ وہ صاحب لنگر خانہ میں نہیں ہیں۔ حضرت میر صاحب نے فرمایا کہ ٹھیک ہے لیکن اس کا فرض ہے کہ جائے اور جا کر دیکھے۔ چنانچہ میں گیا اور لنگر خانہ میں چکر لگا کر واپس آکر عرض کی کہ وہ صاحب لنگر خانہ میں موجود نہیں ہیں۔ حضرت میر صاحب پیار سے میری کمر میں بازو ڈال کر کچھ دیر میرے ساتھ پھرتے رہے اور اس طرح میری دلجوئی فرمائی۔ اس واقعہ سے مجھے یہ سبق حاصل ہوا کہ اپنے سے بالا افسر کا حکم ہر حال میں ماننا چاہئے اور بہانہ سازی سے کام نہیں لینا چاہئے۔

خاکسار جب جامعہ احمدیہ میں داخل ہوا تو اس وقت جامعہ احمدیہ کے دو حصے تھے ۔ جو طلباء میٹرک سے پہلے وقف کر کے آتے ان کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جاتا تھا۔ خاکسار دسویں جماعت میں ہی سکول کی تعلیم چھوڑ کر میٹرک سے پہلے ہی جامعہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ پہلے ہی سال خاکسار نے میٹرک کے امتحان میں شمولیت کے لئے اجازت دئے جانے کی درخواست کی لیکن میری درخواست منظور نہ ہوئی۔ اس کے بعد میرے ذہن میں کبھی پرائیویٹ امتحان دینے اور میٹرک کرنے کا خیال بھی نہ آیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ کی تعلیم کے دوران ہر امتحان میں عاجز کو اچھے نمبر لے کر پاس ہونے اور کلاس میں پوزیشن لینے کی توفیق ملتی رہی۔ جب ہم درجہ خامسہ میں پہنچے تو ایک دن عصر کی نماز کے بعد میرے کلاس فیلو اور دوست مکرم (ڈاکٹر) عبدالغفار خان صاحب (حال مبلغ جرمنی) حضرت میر صاحب کے مکان پر حاضر ہوئے اور ایف اے کے امتحان میں شمولیت کی اجازت چاہی۔ حضرت میر صاحب نے بخوشی اجازت دے دی۔ اس پر عبدالغفار خان صاحب نے عرض کی کہ شمس کو بھی میٹرک کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضرت میر صاحب نے حیرانگی سے پوچھا کیا شمس میٹرک نہیں ہے ؟ اگلے دن مددگار کارکن کے ذریعہ خاکسار کو طلب فرمایا اور حیرت سے متعدد بار یہ سوال دریافت فرمایا کہ تم میٹرک بھی نہیں ہو ؟ پھر فرمایا تم امسال میٹرک کا امتحان دو۔ عاجز مسکراتا ہوا دفتر سے باہر نکل آیا۔ ایک دن حضرت میر صاحب نے مجھے چٹ بھیج کر یاد دہانی کرائی کہ دیکھنا امتحان کے لئے داخلہ فیس بھجوانے کی آخری تاریخ نہ گزر جائے۔ خاکسار نے فیس جمع کرانے کا ارادہ کیا تو پتہ لگا کہ واقعی دیر ہو چکی ہے۔ چنانچہ لیٹ فیس داخل کرائی گئی۔ کچھ عرصہ بعد میں کسی کام سے میر صاحب کے دفتر گیا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ مجھے علم ہے کہ تم امتحان کی تیاری نہیں کرتے۔ یاد رکھو تمہیں اپنے دفتر میں بٹھا کر ، یہاں قید کر کے پڑھنے پر مجبور کروں گا۔ خاکسار ہنستا ہوا باہر نکل آیا۔ خدا گواہ ہے کہ میں نے میٹرک کے امتحان میں کوئی خاص تیاری نہ کی تھی۔ صرف چند دن کی تیاری کے بعد امتحان میں شامل ہوا تھا۔ میرے پاس کتب بھی موجود نہیں تھیں۔ میرے ماموں زاد بھائی عزیزم مبشر احمد طاہر (ریجنل امیر باڈن جرمنی) نے بھی اسی سال امتحان دیا تھا۔ ان کو ہرگز علم نہ تھا کہ میں بھی امتحان میں شمولیت کا ارادہ رکھتا ہوں۔ خاکسار نے ان سے ہی کتب مستعار لے کر ایک نظر دیکھا اور امتحان میں شامل ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے چھ سو ستانوے نمبر لے کر ہائی فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوا۔ تب مجھے احساس ہوا کہ اگر میں باقاعدہ تیاری کر کے امتحان میں شامل ہوتا تو بورڈ میں پوزیشن لینا چنداں مشکل نہیں تھا۔ اور استاذی المکرم حضرت میر صاحب کو اسی کی خواہش تھی۔

خاکسار کی والدہ کی طبیعت ناساز تھی ۔ حضرت میر صاحب کو علم ہوا تو مجھ سے والدہ صاحبہ کی خیریت دریافت کی۔ خاکسار نے عرض کی کہ کمزوری زیادہ ہو گئی ہے ۔ ان دنوں ہماری رہائش محلہ دارالعلوم میں تھی۔ ایک دن دروازہ پر کسی نے دستک کی۔ خاکسار باہر گیا تو دیکھا کہ حضرت میر صاحب سائیکل پر تشریف لائے ہیں۔ فرمایا میں تمہاری والدہ کی خیریت دریافت کرنے آیا ہوں۔ ساتھ ہی ہورلیکس (Horlicks) کا ایک بڑا ڈبہ عنایت فرمایا کہ اس کے استعمال سے انشاء اللہ جسم میں طاقت آجائے گی۔ یہ ٹانک ہے ۔ نیز فرمایا کہ اپنی امی کو میرا سلام عرض کر دینا۔

حضرت میر صاحب کو خلافت احمدیہ اور خلیفہ وقت سے بے حد محبت تھی۔ اس کا اندازہ ایک واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے گرمیوں کے دن تھے ۔ جامعہ احمدیہ گرمیوں کی چھٹیوں کی وجہ سے بند تھا۔ بلا کی گرمی پڑ رہی تھی ۔ میں پھرتا پھراتا جامعہ جا پہنچا۔ پتہ لگا کہ حضرت میر صاحب دفتر میں تشریف فرما ہیں۔ اس بلا کی گرمی میں بھی حضرت میر صاحب کا چھٹیوں کے باوجود دفتر میں بیٹھ کر مصروف کار ہونا میرے لئے شدید حیرت کا موجب تھا۔ میں سلام کر کے دفتر میں داخل ہوا اور عرض کی کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریباً تمام افراد مری یا ایبٹ آباد وغیرہ تشریف لے گئے ہیں اور آپ ہیں کہ اس شدید گرمی میں بھی یہاں بیٹھ کر کام میں مصروف ہیں۔ آپ کسی ٹھنڈے مقام پر کیوں تشریف نہیں لے گئے۔ فرمانے لگے تمہیں پتہ نہیں کہ "وہ" یہاں ہیں۔ جب تک وہ یہاں ہیں میں کہیں نہیں جا سکتا۔ حضرت میر صاحب کا اشارہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی طرف تھا۔ حضرت میر صاحب پر ربوہ سے باہر جانے پر کوئی قانونی پابندی نہ تھی مگر خلیفہ وقت کے ساتھ غیر معمولی محبت اور دلی وابستگی حضرت میر صاحب کو مجبور کر رہی تھی کہ جب تک حضور ربوہ میں ہیں حضرت میر صاحب بھی ربوہ میں ہی رہیں۔

ایک بار حضرت میر صاحب افسر جلسہ سالانہ کی حیثیت سے کابل افغانستان تشریف لے گئے۔ وہاں پر روٹی پکانے والی کسی مشین کا جائزہ لینا تھا۔ آپ ائرپورٹ سے سیدھے مشین والی جگہ پر پہنچے، مشین کا جائزہ لیا اور اگلی فلائٹ سے واپس پاکستان پہنچ گئے۔ کلاس میں طلباء سے اس موضوع پر گفتگو فرما رہے تھے ۔ عاجز نے عرض کی کہ آپ گئے تھے تو کابل کی سیر ہی کر لیتے۔ فرمایا : میں وہاں سیر کے لئے نہیں بلکہ ایک خاص کام کی غرض سے گیا تھا۔ سیر میں مجھے دلچسپی نہیں تھی لہذا کام ختم ہوتے ہی واپس چلا آیا۔ یہ واقعہ حضرت میر صاحب کی فرض شناسی اور دنیا سے عمومی بے رغبتی پر دال ہے۔

حضرت میر صاحب ٹاؤن کمیٹی ربوہ کے چیئرمین تھے۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپ نے استعفیٰ دے دیا۔ ایک دفعہ کلاس میں خاکسار نے استعفیٰ کا سبب دریافت کیا۔ فرمانے لگے کہ وقتاً فوقتاً ڈی سی صاحب ٹاؤن کمیٹیز کے

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اے لوگو! تم پر

بڑی عظمت والا مہینہ

سایہ کرنے والا ہے

(عبدالماجد طاہر - لندن)

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کو ایک اہم اور بابرکت مہینہ قرار دیا ہے۔ قرآن کریم کے نزول کا آغاز اس مبارک مہینہ میں ہوا۔ فرمایا:

﴿شَهرُ رَمَضانَ الذی أُنزِلَ فیهِ القُرآنُ هدًی للناسِ و بیّنٰتٍ من الهُدی والفرقان﴾ (البقرہ: ۱۸۶)

یعنی رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو بنی نوع انسان کے لئے ہدایت ہے اور جو نہایت واضح اور کھلی کھلی راہنمائی کرنے والا ہے اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز "فیه القرآن" کے مختلف معانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا...... تو اس میں حکمت یہ ہے کہ تمام تر شریعت کے احکامات اور نواہی جس کثرت کے ساتھ اور جس تکمیل کے ساتھ رمضان میں دہرائے جاتے ہیں یعنی ان پر عمل کیا جاتا ہے اور کروایا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک پہلو بھی شریعت کا باقی نہیں رہتا جو رمضان میں نہ ادا ہو اس پہلو سے کوئی اور مہینہ ایسا نہیں کہلا سکتا کہ گویا قرآن کریم اس کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ جب (رمضان کے بارے میں نازل ہوا) پڑھتے ہیں تو مراد یہ کہ قرآن کریم نے جتنی بھی انسان سے توقعات کی ہیں، جتنے بھی ارشادات فرمائے ہیں، جتنی باتوں سے روکا ہے یا ناپسند فرمایا ہے ان سب کا اس ایک مہینے سے تعلق موجود ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹؍جنوری ۱۹۹۶ء)

☆...... یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں آنحضرت ﷺ بعثت سے قبل غار حرا میں عبادت فرمایا کرتے تھے۔ اس ضمن میں ابن اسحاق روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہر سال رمضان کے مہینہ میں غار حرا میں عبادت کی غرض سے قیام فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک سال آپ دستور کے مطابق غار حرا میں عبادت کے لئے تشریف لے گئے تھے کہ حضرت جبرائیلؑ آپ کے پاس آئے اور پہلی وحی آپ پر نازل ہوئی۔ (السیرۃ النبویه لابن هشام المجلدالاول ، ابتداء نزول جبریل علیه السلام)

اس طرح قرآن کریم کے نزول کا آغاز اس مبارک مہینہ میں ہوا اور دائمی مذہب اسلام کی بنیاد اس ماہ میں رکھی گئی۔

☆...... اسلامی مہینوں کی ترتیب کے لحاظ سے رمضان سے قبل شعبان کا مہینہ آتا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ماہ شعبان کی آخری رات یعنی رمضان المبارک کے آغاز سے ایک رات قبل ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت اور شان والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ ہاں ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک رات ہے جو (ثواب اور فضیلت کے لحاظ سے) ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے"۔ (مشکوۃ المصابیح المجلد الاول کتاب الصوم الفصل الثالث)

☆...... حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ نے جب یہ فرمایا "اذا دخل شهر رمضان" کہ جب شہر رمضان داخل ہو جاتا ہے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ بالعموم ساری دنیا پر برکتیں لے کر آتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ وہاں برکتیں لے کر آتا ہے جہاں جہاں وہ داخل ہوتا ہے...... اور جس انسان کے وجود میں رمضان کا مہینہ داخل ہو جائے گا اس کے جہان میں نیک تبدیلیاں پیدا ہونگی...... یعنی وہ انسان جو اپنے آپ کو رمضان کے تابع کر دے گا تو گویا رمضان المبارک اپنی ساری برکتوں کے ساتھ اس انسان میں داخل ہوگا۔ ایسے انسان کے جہان میں جو بھی جنت کے دروازے ہیں وہ سارے کھل جائیں گے اور جہنم کے جتنے دروازے ہیں بند کر دئے جائیں گے"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰؍مئی ۱۹۸۶ء)

☆...... آنحضرت ﷺ نے فرمایا "یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ ہمدردی و غم خواری کا مہینہ ہے"۔ پھر فرمایا: "یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھا یا جاتا ہے"۔ (مشکوۃ المصابیح المجلد الاول کتاب الصوم، الفصل الثالث)

☆...... آنحضرت ﷺ نے مختلف موقعوں پر رمضان المبارک کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور اس کی عظمت اور اہمیت دلوں میں بٹھائی ہے۔ اس میں سے آپ کے بعض ارشادات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ فرمایا:

☆......"یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء نزول رحمت ہے اور جس کا وسط مغفرت کا وقت ہے اور جس کا آخر کامل اجر پانے یعنی آگ سے آزادی کا زمانہ ہے"۔

(مشکوۃ المصابیح المجلد الاول کتاب الصوم الفصل الثالث)

☆......"یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ اس میں جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں"۔ (بخاری کتاب الصوم، باب فضل من قام رمضان)

☆...... ایک اور موقعہ پر فرمایا کہ:

"اس مہینہ میں حالت ایمان میں ثواب اور اخلاص کی خاطر عبادت کرنے والا شخص اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا" (نسائی کتاب الصوم، باب ثواب من قام رمضان و صامه ایماناً و احتساباً)۔

☆......"یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دئے جاتے ہیں"۔ (بخاری کتاب الصوم، باب هل یقال رمضان او شهر رمضان)

☆...... ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ "اس مہینہ میں آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں"۔ (بخاری کتاب الصوم، باب هل یقال رمضان او شهر رمضان)

☆......"یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرتا ہے کہ اے بھلائی کے چاہنے والے آ اور آگے بڑھ اور اے برائی کے چاہنے والے رک جا! اور اللہ کے لئے بہت سے لوگ آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں اور رمضان کی ہر رات کو ایسا ہوتا ہے"۔ (سنن ابن ماجه کتاب الصوم باب ماجاء فی فضل شهر رمضان)

☆......"یہ ایک ایسا مہینہ ہے جسے آنحضرت ﷺ نے عبادت کا دروازہ قرار دیا۔ فرمایا "انَّ لِکُلّ شئی باباً وباب العبادة الصیام"۔ (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر، الجزء الاول، حدیث نمبر ۲۳۱۵)

یعنی ہر چیز کے لئے ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا دروازہ روزے ہیں۔

☆...... یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں حضرت جبرائیل ہر سال آنحضرت ﷺ کے ساتھ قرآن کریم کا دور مکمل کیا کرتے تھے اور آپ کی وفات سے قبل کے آخری رمضان میں حضرت جبرائیل نے آپؐ کے ساتھ مل کر یہ دور دو مرتبہ مکمل کیا"۔

☆...... آنحضورؐ نے فرمایا "یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ اس میں جو شخص اپنے مزدور یا خادم سے اس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اور کم خدمت لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی بخش دے گا اور اسے آگ سے آزاد فرمائے گا"۔ (مشکوۃ المصابیح، المجلد الاول، کتاب الصوم الفصل الثالث)

☆...... پھر فرمایا: "یہ مہینہ باقی سب مہینوں سے افضل ہے"۔ (سنن نسائی کتاب الصیام، ثواب من قام رمضان و صامه ایماناً و احتساباً)

☆...... اسی طرح آپ نے فرمایا: "مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے اور حرمت میں سب سے بڑا اور عظیم ذوالحجہ ہے"۔ (الترغیب والترهیب)

☆...... پھر آپؐ نے ایک اور موقعہ پر فرمایا:

"میری امت کو رمضان کی ایسی خصوصیات دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں:

(۱)...... جب شہر رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف بنظر شفقت دیکھتا ہے اور جس پر خدا کی نظر پڑ جائے اسے پھر کبھی عذاب نہیں دیتا۔

(۲)...... پھر شام کے وقت روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کے حضور کستوری کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے۔

(۳)...... فرشتے ان کے لئے دن رات استغفار کرتے ہیں۔

(۴)...... اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندے کے لئے تیار ہو جا اور خوب بن سنور جا ممکن ہے جو دنیا سے تھک گیا ہو وہ میرے گھر اور میرے پاس آنا چاہے۔

(۵)...... جب رمضان کی آخری رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو بخش دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد)

☆...... یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کے سلامتی سے گزرنے کے ساتھ سارے سال کی سلامتی وابستہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اذا سلم رمضان سلمت السنة" (الجامع الصغیر، الجزء الاول حدیث نمبر ۶۷۵)

کہ جب رمضان المبارک سلامتی سے گزر جائے تو سمجھو کہ سارا سال سلامت ہے۔

پس رمضان کے مقدس اور بابرکت مہینہ کی بہت حفاظت اور اہتمام کرنا چاہئے تاکہ جسمانی، روحانی اور اخلاقی ہر لحاظ سے سارا سال رمضان ہمارے لئے امن و سلامتی کا ذریعہ بنا رہے اور یہ ایک بابرکت مہینہ سارے سال کے شرور و معاصی کے ازالہ اور کفارہ کا موجب بن جائے۔

☆...... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ماہ رمضان کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"شهرُ رمضان الذی أنزلَ فیه القرآن" سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے"۔

(ملفوظات جلد چہارم ص ۲۵۶)

☆...... پس جو شخص رمضان کے روزے کے علاوہ اس کی دوسری عبادات اور برکات سے محروم ہو رہا ہو اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بتائی ہوئی یہ دعا کرنی چاہئے۔ فرمایا:

"پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا"۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۸، ۲۵۹)

☆...... حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"خدا کی خاطر خدا کی عبادتوں کی توفیق مانگنے کے لئے سب سے عظیم مہینہ رمضان کا مہینہ ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹؍جنوری ۱۹۹۶ء)

قبولیت دعا کا مہینہ

☆...... یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں دعا رد نہیں کی جاتی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"امام عادل کی دعا رد نہیں کی جاتی اور دوسرے روزہ دار کی دعا رد نہیں کی جاتی یہاں تک کہ وہ افطار کر لے۔ ان دعاؤں کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری عزت کی قسم (اے دعا کرنے والے) میں تیری مدد کروں گا خواہ کچھ وقت کے بعد ہی کیوں نہ ہو"۔ (سنن ابن ماجه)

☆...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔ دعاؤں کا مہینہ ہے۔

(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۱ء)

☆...... حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "یہ مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ لوگوں کی دعاؤں کو سننے کے لئے خصوصی دربار قائم فرماتا ہے"۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Domestic Violance, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

پھر فرمایا: "وہ ایک مہینہ رمضان کا جو گزرا ہے وہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے خدا تعالیٰ ہر سال ایک مہینے کے لئے دربار لگاتا ہے اور بادشاہوں کا بھی یہی طریق ہے کہ وہ کبھی کبھی کچھ دن دربار لگانے کے لئے مخصوص کر لیتے ہیں۔ وہ لوگ جن کی عام طور پر رسائی نہ ہو وہ دربار میں حاضر ہو کر اپنی مناجات پیش کرتے ہیں، اپنی حاجات پیش کرتے ہیں۔ اور اس طرح ان کی اس دربار تک رسائی ایسے ہوتی ہے کہ بالعموم خالی ہاتھ نہیں لوٹتے۔ تو اللہ تعالیٰ کی بھی ایک شان ہے کہ اس نے کئی قسم کے اپنے دربار جاری فرمائے ہوئے ہیں"۔

پھر فرمایا:

"خدا تعالیٰ کے ہاں یہ صرف ایک مہینہ ہی کا دربار نہیں۔ ایک پنجوقتہ کا روزانہ کا دربار بھی تو لگتا ہے۔ وہ لوگ جو پنجوقتہ دربار میں حاضری دینے والے ہیں ان سے رمضان کبھی برکتیں لے کر نہیں جایا کرتا۔ برکتیں چھوڑ کے جایا کرتا ہے۔ اسی طرح ہفت روزہ دربار بھی تو لگتا ہے"۔

☆......پس رمضان کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ نہایت گہرا تعلق رکھتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"یہی وہ مہینہ ہے جس میں دعا کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے "قریب" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اگر وہ قریب ہونے پر بھی نہ مل سکے تو اور کب مل سکے گا"۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

☆...... پس آج ہر احمدی کو اس رمضان کو فیصلہ کن رمضان بنانا ہوگا۔ اور رمضان کی دعاؤں کے ذریعہ دنیا کے دکھوں کا علاج کرنا ہوگا۔ تمام ادیان پر اسلام کو غالب کرنا ہے تو دعائیں ہی ہیں جن کے ذریعہ ہم غالب آئیں گے کیونکہ خدا کی طرف سے ہمیں یہی ایک ہتھیار دیا گیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خوب یاد رکھو کہ دعا وہ ہتھیار ہے جو اس زمانہ کی فتح کے لئے مجھے آسمان سے دیا گیا ہے اور اے میرے دوستوں کی جماعت! تم صرف اسی حربہ سے غالب آسکتے ہو۔ تمام نبیوں نے اول سے آخر تک اس ہتھیار کی خبر دی ہے اور سب نے فرمایا کہ مسیح موعود دعا اور بارگاہ رب العزت میں تضرعات کے ذریعہ سے ہی فتح حاصل کرے گا"۔

(تذکرۃ الشہادتین (عربی عبارت سے ترجمہ)
روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۸۲)

روزہ کیا ہے؟

روزہ کے معنی اور تعریف

ماہ رمضان کی عظمت اور اس کی اہمیت کے ذکر کے بعد اب ہم بتاتے ہیں کہ روزہ کیا ہے اور اس کے معانی کیا ہیں:

☆......روزہ اسلامی عبادات کا دوسرا اہم رکن ہے۔ یہ ایسی عبادت ہے جس میں نفس کی تہذیب، اس کی اصلاح اور قوت برداشت کی تربیت مد نظر ہوتی ہے۔ صوم (روزہ) کے لغوی معنی رکنے اور کوئی کام نہ کرنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں طلوع فجر (صبح صادق) سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنے کا نام صوم یا روزہ ہے۔

☆...... روزہ کی تکمیل کے لئے یہ تین بنیادی شرائط ہیں۔ لیکن خدا کی خاطر اور اس کی رضا کے حصول کے لئے کھانے پینے اور جنسی خواہش سے رکنے کا حکم ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کے لئے بطور علامت ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس للہ حاجة فی ان یدع طعامه و شرابه". (بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل به فی الصوم)

یعنی جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے۔

☆......اسی طرح ایک اور موقعہ پر فرمایا:

"روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ ہر قسم کی بیہودہ باتیں کرنے اور فحش بکنے سے رکنے کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔ پس اے روزہ دار اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا غصہ دلائے تو تو اسے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں"۔

(بخاری کتاب الصوم باب هل یقول انی صائم اذاشتم)

جو شخص روزہ دار ہونے کے باوجود گالی گلوچ کرتا ہے تو اس کا روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنا ہے جس سے اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ پس اگر کوئی شخص ان امور اور آداب کا لحاظ نہیں رکھ سکتا جو روزہ کے لئے ضروری ہیں تو اس کے محض بھوکے پیاسے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ روزہ بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں۔ بلکہ یہ تو ایک عبادت ہے جو مقررہ شرائط سے ادا ہوتی ہے۔ کئی بد قسمت ان آداب صوم کا لحاظ نہ رکھ کر اس عبادت کے اعلیٰ ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں۔

☆...... حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کئی روزہ دار ہیں جن کو ان کے روزہ سے سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی رات کو اٹھ کر عبادت کرنے والے ہیں مگر ان کو سوائے بیداری اور بے خوابی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا"۔

(ابن ماجه کتاب الصیام، باب ما جاء فی الغیبة والرفث للصائم)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"روزہ تو باقی گیارہ مہینوں کی بھی ضمانت دینے کے لئے آتا ہے۔ یہ باقی گیارہ مہینوں کے بھی آداب سکھانے کے لئے آتا ہے لیکن اس مہینہ میں آداب سکھائے جائیں گے تب ہی باقی گیارہ مہینوں پر اثر پڑے گا۔ اگر صرف بھوکے پیاسے رہنے کا نام روزہ ہے تو پھر انسان روزہ کی اکثر نیکیوں سے محروم رہ جائے گا، اکثر فوائد سے محروم رہ جائے گا۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ر مئی ۱۹۸۶ء)

☆...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "روزہ دار کو خیال رکھنا چاہئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہئے"۔

(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۰، ۲۱)

فرانس کے کاروباری احباب کی توجہ کے لئے

اگر کوئی احمدی فرانس میں شیزان کی ایجنسی آسان شرائط پر لینا چاہتے ہوں تو ہم سے رابطہ کریں۔
رقم کی ادائیگی ڈالر یا پاؤنڈ کی صورت میں پیشگی لی جائے گی۔ پورے یا نصف کنٹینر کا آرڈر دینا ضروری ہوگا

Muhammad Suleman Tariq
13 Portman Gardens, Hillingdon Middx. VB10 9NT
Tel: 01895-234-525 Fax: 01895-234-155

بقیہ: بزرگ ہستیاں از صفحہ نمبر ۱۰

چیئرمین صاحبان کی میٹنگ جھنگ میں طلب کرتے رہتے ہیں۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ ان میٹنگز میں وقت کا بہت حرج ہوتا ہے۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ اس قسم کی لایعنی میٹنگز میں شامل ہو کر وقت ضائع کروں۔ اس لئے استعفیٰ دے دیا ہے۔ وہ لوگ جو کسی معمولی سے دنیادارانہ انتخاب کی خاطر بھی ہر غیر قانونی حربے کو مباح گردانتے ہیں، چھوٹے چھوٹے عہدے کے لئے بھی مر مٹنے کو تیار ہو جاتے ہیں ان کے لئے اس واقعہ میں متعدد اسباق پنہاں ہیں۔

حضرت میر صاحب کے دل میں جامعہ احمدیہ اور دیگر جماعتی اداروں کا کس قدر احترام تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ گرمیوں کا موسم تھا رات کو بہت تیز ہوا چلی۔ دکانوں کے بورڈ اڑ کر دور جا گرے۔ جامعہ احمدیہ کے بعض طلباء کو شرارت سوجھی۔ انہوں نے رات کے وقت مختلف بورڈ اکٹھے کئے اور جامعہ احمدیہ میں مختلف کمروں کے سامنے چسپاں کر دئے۔ کہیں کسی دوا خانہ کا بورڈ، تو کہیں کسی جنرل سٹور کا بورڈ تو کہیں کسی ریسٹورنٹ کا بورڈ تو کہیں کسی ٹیلرنگ ہاؤس کا بورڈ۔ جامعہ احمدیہ کے مین گیٹ پر جہاں طلباء کی اسمبلی ہوتی تھی وہاں گیارہ ہزار وولٹ خطرہ کا بورڈ لگا دیا۔ اگلے دن جب طلباء جامعہ احمدیہ پہنچے تو سب کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا۔ اسمبلی والی سنجیدگی مفقود تھی۔ اتنے میں حضرت میر صاحب اندر داخل ہوئے۔ حضرت میر صاحب کا چہرہ سرخ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد بورڈ پر آپ کا نوٹس چسپاں دیکھا گیا جس میں حضرت میر صاحب نے دریافت فرمایا تھا کہ جس نے بھی یہ حرکت کی ہے وہ خود ہی بتا دے۔ یا اگر کسی کو علم ہو تو مطلع کرے۔ "من قبل أن یأتی یوم لا بیع فیه ولا خلة ولا شفاعة" یعنی اس وقت کے آنے سے پہلے جبکہ کوئی دنیاوی لین دین، کوئی دوستی یا سفارش کام نہ آئے گی۔ ہمیں بتا دیں کہ یہ کس کی شرارت ہے۔ جن طلباء نے یہ حرکت کی تھی وہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ان سے یہ غلطی ہوئی ہے۔ حضرت میر صاحب نے فوراً ایک خط حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خدمت میں لکھا جس میں یہ تحریر کیا کہ جامعہ احمدیہ ایک جماعتی ادارہ ہے۔ اور ان طلباء نے اس کی تقدیس کو پامال کیا ہے۔ معاملہ حضور کی خدمت میں پیش ہے۔ حضور نے اسی خط پر ان طلباء کے لئے "اخراج از وقف، اخراج از نظام جماعت اور اخراج از ربوہ" کی سزا لکھی اور خط واپس ارسال فرما دیا۔ حضرت میر صاحب نے ان طلباء کو دفتر میں طلب فرمایا اور وہ خط ان کے سامنے رکھ دیا۔ وہ طلباء وہاں سے اٹھ کر سیدھے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ازراہ تلطف ان کو معاف فرما دیا۔ ظاہر ہے حضرت میر صاحب طلباء کو یہ سبق دینے کے خواہش مند تھے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام ادارے مقدس ہیں اور ان کی تضحیک ہرگز مناسب نہیں۔

جن ایام میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ علیل تھے لیکن صاحب فراش نہیں تھے۔ اس زمانہ میں حضور نماز عصر کے بعد سیر کے لئے ربوہ سے باہر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت میر صاحب حضور کے ساتھ ہی اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ تشریف فرما ہوتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور ربوہ سے باہر کسی جگہ سفر پر تھے۔ حضور کی واپسی متوقع تھی۔ ربوہ کے احباب اور طلباء جامعہ احمدیہ مسجد مبارک کے باہر مین گیٹ کے سامنے سڑک پر دورویہ کھڑے تھے۔ میں بھی وہیں کھڑا تھا۔ گرمیوں کے دن تھے غالباً ستمبر کا مہینہ تھا۔ میں نے ٹوپی ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ حضرت میر صاحب کی نظر مجھ پر پڑی۔ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا ٹوپی پہن لو۔ مجھے شرارت سوجھی میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ٹوپی پہن کر گنجا ہونا ہے؟ فرمانے لگے پہن لو، گنجے تو تم نے ہو ہی جانا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت میر صاحب نے عاجز کے لئے بہت دعائیں کی ہونگی۔ ان دعاؤں کی بدولت ہی خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے بال ابھی موجود ہیں۔

رمضان المبارک کے ایام میں مسجد مبارک میں نماز ظہر کے بعد سلسلہ کے جید علماء قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے۔ طلباء جامعہ احمدیہ اس درس میں حاضر ہوتے۔ اس زمانہ میں سردی کے دن ہوتے تھے۔ طلباء جامعہ احمدیہ مسجد مبارک کے صحن میں دھوپ میں بیٹھ کر درس سنا کرتے تھے۔ حضرت میر صاحب مسجد کے دائیں طرف والے بیرونی مینار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھتے۔ گہرے شیشوں والی عینک لگاتے اور طلباء کی حرکات و سکنات کی نگرانی کرتے۔ ہمارے ایک دوست مکرم مبارک احمد صاحب بھٹی مرحوم تھے (جو ایک حادثہ میں شہید ہو گئے تھے) لمبے قد اور مضبوط جسم کے مالک تھے۔ میں دبلا پتلا تھا۔ بھٹی صاحب نے اپنی اچکن اتار کر رکھی۔ مجھے شرارت سوجھی میں نے ان کی اچکن پہنی اور باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر اچکن اتار دی۔ میرا خیال تھا کہ کسی نے دیکھا نہیں۔ اس واقعہ کے بعد ہوسٹل جامعہ احمدیہ میں کوئی تقریب تھی۔ حضرت میر صاحب بھی تشریف لائے۔ تقریب کے اختتام پر طلباء قطار میں کھڑے ہو گئے۔ میر صاحب نے طلباء سے مصافحہ کیا۔ جب میری باری آئی تو فرمانے لگے۔ تم نے اپنا جسم نہیں دیکھا۔ چڑیا جتنے تو تم ہو اور اچکن پہنتے ہو مبارک بھٹی کی۔ اب آ کر مجھ سے اچکن وصول کر لینا۔ اس کے بعد کئی ماہ گزر گئے۔ میں سمجھا کہ میر صاحب وعدہ بھول گئے ہیں۔ میں نے ایک چٹھی لکھ کر یاد دہانی کرائی۔ حضرت میر صاحب کا تحریری جواب آیا کہ کپڑا خرید کر سلوا لیں ساری قیمت مع سلائی میں ادا کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بعد میں ایک ملاقات میں فرمایا کہ میری خواہش تھی کہ اچکن کا کپڑا خود خرید کر لاؤں گا لیکن تم نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔

جب میری شادی ہوئی، حضرت میر صاحب نے سونے کے چار کنگن تحفۃً دئے۔ اس زمانہ میں میں جامعہ احمدیہ سے فارغ ہو کر میدان عمل میں مصروف کار تھا۔ حضرت میر صاحب کا شادی کے موقعہ پر اپنے ایک شاگرد کو اتنا قیمتی تحفہ پیش کرنا حضرت میر صاحب کی پدرانہ شفقت کا زندہ ثبوت ہے۔

واقعات تو بہت ہیں لیکن آخر میں ایک واقعہ کا ذکر کر کے حضرت میر صاحب کے ذکر جمیل کو سمیٹتا ہوں۔

ایک دفعہ کلاس میں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ کس کو کونسا کھانا پسند ہے۔ جب حضرت میر صاحب کی باری آئی تو آپ نے فرمایا: مجھے تو سب کھانے ہی پسند ہیں۔ صرف کدو مجھے پسند نہیں تھا کیونکہ میٹھا ہوتا ہے لیکن جب سے یہ حدیث پڑھی ہے کہ آنحضور ﷺ کو کدو بہت پسند تھا اس وقت سے کدو بھی مجھے بے حد مرغوب ہے۔ یہ واقعہ حضرت میر صاحب کے بے پایاں عشق رسولؐ کی غمازی کرتا ہے۔ کسی کھانے کے پسند یا ناپسند ہونے کا تعلق کسی بھی شخص کی اپنی طبیعت پر ہوتا ہے۔ اور طبائع مختلف ہوتی ہیں۔ حضرت میر صاحب کے دل میں کس قدر عشق رسولؐ تھا کہ اس نے حضرت میر صاحب کی افتاد طبع کو ہی متغیر کر دیا۔ محبت رسولؐ آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ مرحوم کو ہم نے دیکھا تو نہیں لیکن ان کے درس حدیث رسولؐ کے تذکرے بہت سنے ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ حضرت میر صاحب جامعہ احمدیہ میں حدیث کا سبق از خود پڑھاتے۔ سبق کی خوب تیاری کر کے آتے اور بہت ہی گہرے معانی، احادیث رسولؐ کے بیان فرماتے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ آپ جماعت کو یہ نصیحت فرما رہے ہیں کہ میرے بعد اگر تمہیں میری ضرورت پڑے تو حضرت میر محمد اسحاقؓ کو بلا لینا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس رؤیا کی یہ تعبیر فرمائی کہ خدا تعالیٰ حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کی اولاد کو غیر معمولی خدمت دین کی توفیق بخشے گا۔ فی الواقع حضرت میر صاحب مرحوم اور آپ کے جملہ برادران و ہمشیرگان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس رؤیا کی عملی تصدیق ہے۔ عاجز نے ایک دفعہ کسی جگہ یہ رؤیا لکھا ہوا دیکھا تو نقل کر کے استاذی المکرم حضرت میر صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ بے حد مسرور ہوئے اور فرمایا مجھے اس حوالہ کی عرصہ سے تلاش تھی۔ اچھا ہوا کہ تم نے ڈھونڈ نکالا۔ اللھم ارفع درجاته واحفظ زوجته واولاده. ☆......☆......☆

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

آسٹریلیا کے قدیم باشندوں کی مسروقہ نسل کے لیڈر برنم برنم انتقال کر گئے

مسٹر برنم برنم جو اپنی بھاری بھر کم سفید داڑھی کی وجہ سے ہر جگہ نمایاں نظر آیا کرتے تھے اور آسٹریلیا کے اصل باشندوں ایبورجنیز (Aborigines) کے لیڈر، مصنف، تاجر اور ایکٹر تھے اگست ۱۹۹۷ء میں عارضہ قلب سے انتقال کر گئے۔ ۱۹۸۹ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آسٹریلیا کے دورہ پر تشریف لائے تھے۔ تو یہ صاحب بھی مع اپنے ایک گروپ کے حضور سے ملاقات کے لئے آئے تھے وہ ایبورجنیز کی اس نسل کے نمائندہ تھے جنہیں "مسروقہ نسل" (Stolen Generation) کہا جاتا ہے۔ وہ ان ہزاروں بچوں میں سے ایک تھے جن کو حکومت نے ان کے والدین سے زبردستی چھین کر مختلف اداروں اور چرچوں کی کفالت میں دے دیا تھا۔ ان کا ماضی ان سے چھین لیا گیا۔ انہیں عیسائی مذہب اور کلچر سکھایا گیا۔ ان کے والدین اور قبیلوں سے ان کا تعلق منقطع کر دیا گیا اور ان پر طرح طرح کے ظلم روا رکھے گئے۔ برنم برنم ۱۹۳۶ء میں پیدا ہوئے۔ ابھی پانچ ماہ کے تھے کہ گوروں نے زبردستی ان کی والدہ کی گود سے انہیں چھین لیا۔ پہلے تو دس سال کی عمر تک انہیں United Aboriginal Mission Home جو بوماڈیری (Bomaderry) کے مقام پر تھا رکھا گیا اور پھر مزید چھ سال تک کمسی (Kemsey) کے Kenchila Boys Home میں رکھا گیا۔ دوسرے ادارہ کا ذکر کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں وہاں انسان نہیں بلکہ حیوان سمجھا جاتا تھا۔ رات کے وقت ان کے سامنے بے حیائی کے کام کئے جاتے۔ "ایک بار اتفاقاً مجھ سے کھڑکی کا شیشہ ٹوٹ گیا تو سزا کے طور پر ننگا کر کے میری پیٹھ پر دس کوڑے برسائے گئے جس کے نتیجہ میں میں تین ماہ تک بیٹھ نہ سکا۔ یہ ایسا تجربہ تھا جو میرے روح پر نہ مٹنے والے حروف میں لکھا جا چکا ہے"۔ بعد میں برنم برنم ساری عمر ایبورجنیز کے حقوق کے لئے آواز بلند کرتے رہے۔ انہوں نے بڑی عمر میں جا کر ایک گوری عورت سے شادی کی جو ان سے عمر میں بہت چھوٹی تھی اس بیوی سے ایک بیٹا ۱۹۸۹ء میں پیدا ہوا۔

ایبورجنیز کی مسروقہ نسل جس کا اوپر ذکر ہوا ہے اس کے بارہ میں آسٹریلیا کے Human Rights and Equal opportunity Commission نے حال ہی میں ایک رپورٹ مرتب کی ہے۔ یہ رپورٹ جب تک پارلیمنٹ میں پیش نہ ہو عوام کے لئے شائع نہیں کی جا سکتی لیکن اس کے بعض حصے اخبارات میں اشاعت کے لئے دے دئے گئے ہیں۔ رپورٹ کا نام Bringing them Home ہے۔ سڈنی مارننگ ہیرلڈ کی ۲۴ر مئی ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں Ms Debra Jopson کا جو مضمون اس رپورٹ کے بارہ میں شائع ہوا ہے اس کے بعض حصے قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ:

"جب یورپین لوگوں نے آسٹریلیا پر قبضہ کیا تو اس کے ابتدائی ایام ہی سے ایبورجنی بچوں کو ان کے خاندانوں اور قبیلوں سے زبردستی جدا کیا جاتا رہا ہے۔ عموماً تو بچوں کو ان کے ماں باپ کی عدم موجودگی میں اٹھا کر لے جاتے تھے۔ لیکن یوں بھی ہوتا تھا کہ بچوں کو زبردستی ان کی ماؤں کی گود سے چھین لیا جاتا...... جن اداروں میں لے جا کر انہیں رکھتے انہیں "ٹریننگ انسٹی ٹیوشن" کا نام دیا ہوا تھا۔ جیسے کوٹا منڈرا (Cootamundra) والا۔ وہاں لڑکیوں کو گھر کا کام کاج سکھایا جاتا تھا۔ دراصل ان کو سستے داموں گھریلو نوکرانیوں کا حصول مقصود تھا۔ ان سے شدید تھکا دینے والا کام لیا جاتا تھا۔ گورے قدیمی باشندوں کے متعلق کہا کرتے تھے کہ وہ آزادانہ مخلوط جنسی تعلقات رکھتے ہیں اور ان کا خیال تھا کہ جب یہ کالی بچیاں کام سے تھک کر چور ہو جائیں تو اس وقت وہ اس کام (Promiscuity) سے بچیں گی۔ ان عورتوں سے کمیشن نے جو گواہیاں حاصل کیں ان کے مطابق ہر پانچ بچیوں میں سے ایک کو سخت زدوکوب کیا گیا اور دس میں سے ایک کو جنسی زیادتیوں کا شکار بنایا گیا...... ایسے ادارے اور گھر جس میں یہ چوری کردہ بچے رکھے جاتے تھے ان سے ان کا ایبورجنی ہونا چھپایا جاتا تھا۔ یا کبھی اس کا انکار کر دیا جاتا تھا اور یا پھر ایبورجنی ہونے کی بنا پر ان کو ذلیل کیا جاتا تھا۔ ان کی محنت کا استحصال ہوتا تھا۔ ان کو عام حالات سے بہت بدتر حالت میں رکھا جاتا تھا۔ ان کو تعلیم بھی بڑی معمولی اور نامکمل دی جاتی تھی۔ وہ وحشیانہ مظالم اور جنسی زیادتیوں کا نشانہ بنتے تھے اور کئی بدقسمت تو ایسی تھیں کہ وہ متواتر جنسی ہوس کا نشانہ بنتیں۔

کینچلا (Kinchela) کا ادارہ تو بالکل قید خانہ کی طرح تھا۔ اور وہاں انہیں حیوان سمجھا جاتا تھا...... جان جب ابھی شیر خوار بچہ تھا کہ اسے اٹھا کر Bomaderry Children Home میں لے گئے۔ جب وہ دس سال کا ہوا تو کینچلا کے ادارہ میں منتقل کر دیا گیا۔ وہاں کا حال بیان کرتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ اگر ہم وہاں کسی ملازم کے آگے بول پڑتے تو ہمیں "لائن" میں بھیج دیا جاتا۔ وہاں اس زمانہ میں ۷۹ لڑکے تھے انہیں حکم دیا جاتا کہ ملزم کو باری باری مارو۔ چنانچہ وہ مکے مار مار کے تمہارا ابھر کس نکال دیتے۔ مکے مارنے والوں میں تمہارا بھائی اور کزن بھی شامل ہوتا لیکن وہ مارنے پر مجبور تھے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ان کو بھی "لائن" میں بھیج دیا جاتا۔ اگر کسی لڑکے کو مار کھا کھا کر پسلیاں یا ناک ٹوٹ جاتا تو بھی جب تک سارے ۷۹ لڑکے اس کو مار نہ لیتے اس کی جان نہیں چھوٹتی تھی۔ اور یہ روز کا معمول تھا"۔

"کہیں ۱۹۳۵ء میں جا کر Aboriginies Protection Board نے فیصلہ کیا کہ کینچلا کے ادارہ کے سربراہ کو کہا جائے کہ لڑکوں کو جنگلے (Fence) یا درختوں کے ساتھ نہ باندھا کریں۔ نہ ان کو ہوز پائپ یا کوڑوں کے ساتھ مارا جائے۔ لیکن اب ان پر دوسری نوعیت کے ظلم ہوتے تھے۔ مثلاً ان اداروں کو اتنے کم فنڈ دئے جاتے کہ وہ ہمیشہ بھوکے ہی رہتے۔ ان کی بنیادی ضرورتیں پوری نہ کی جاتیں۔ ان کو علاج کی سہولت سے بھی محروم رکھا جاتا چنانچہ بہت تھے جو وقت سے پہلے مر جاتے۔

ایک اور شخص نے جو کینچلا کے ادارہ میں رہ چکا تھا اور ۱۹۵۰ء میں نو سال کا تھا، کمیشن کے روبرو بیان دیتے ہوئے کہا "آپ کو پتہ ہے ہمیں وہاں کھانے کو کیا ملتا تھا۔ گھاس پھونس اور بند (Straw and Buns) بس وہ ہماری چائے تھی۔ اب تنکے تو نگلے نہیں جا سکتے تھے جب انہیں چن کر باہر پھینکنے لگتے تو ہمیں چھڑیوں سے پیٹا جاتا اور وہ تنکے مجبوراً ہمیں کھانے پڑتے"۔

ایک اور عورت جس کا نام Lola Mcnaughton تھا وہ بھی ان اداروں میں بچپن گزار چکی تھیں بعد میں وہ ایک تنظیم Link up کی طرف سے ایبورجنیز کی مسروقہ نسل پر ریسرچ کا کام بھی کرتی رہیں وہ کہتی ہیں مجھے کوٹا منڈرا ہوم (Cootamundra Home) کے وہ بدنام زمانہ صندوق نما کمرے (Box room) خوب یاد ہیں۔ ان میں نہ روشنی کا گزر ہو سکتا تھا نہ ہوا کا۔ رات کے وقت لڑکیوں کو ان کمروں میں بطور سزا کے بند کر دیا جاتا تھا۔ مجھے عملہ کا وہ رکن بھی یاد ہے جو خاص طور پر بڑا ظلم کیا کرتا تھا بالخصوص ہفتہ کی صبح وہ فرش صاف کروایا کرتا تھا۔ ہم ایک جھاڑو (Mop) لے کر اس وقت تک فرش کو صاف کرتے رہتے جب تک ہم اپنا بچپن کا چھوٹا سا کالا منہ نہ دیکھ سکتے۔ اگر اتنا ابھی صاف نہ ہوتا تو وہ شخص پانی کا ایک ڈول وہاں پھینک دیتا اور کہتا کہ دوبارہ صاف کرو۔ میرے والدین دور کا سفر کر کے اپنے گاؤں Tingha سے چل کر مجھے ملنے کے لئے آئے لیکن کوٹا منڈرا کی نمائش گراؤنڈ سے دو میل دور ہی روک دئے گئے وہ بقیہ دو میل کا سفر کبھی طے نہ کر سکے۔ پتہ نہیں کیوں؟ وہاں اس ادارہ میں لڑکیاں ایک دوسرے کا سہارا بنتیں۔ وہاں ایک لڑکی Alice میرا اتنا خیال رکھتی کہ میں اسے اپنی رضاعی والدہ سمجھتی تھی۔ وہ اٹھارہ سال کی عمر میں وہاں سے چلی گئی۔ میری عمر اس وقت تیرہ سال تھی۔ اس کے جانے پر میرا برا حال ہو گیا۔ مجھے لگتا تھا جیسے کسی نے مجھ سے میری ماں چھین لی ہے لیکن بعد میں میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔

رپورٹ کے مطابق "قدیم باشندوں کو اپنے اندر سمو لینے (Assimilation) کی پالیسی پر عمل کے دوران ایبورجنل والدین ازروئے قانون اپنے ایسے بچوں سے رابطہ قائم نہیں کر سکتے تھے جن کو مختلف اداروں میں رکھا ہوا ہو۔ ایسے کسی بچہ کے ساتھ کوئی تعلق رکھنا جو ان اداروں میں مقیم ہو یا ایسے کسی ادارہ میں داخل ہونا قانونی طور پر جرم تھا"۔

کمیشن کے سامنے کئی دردناک داستانیں بیان کی گئیں۔ اخبار میں ایک فوٹو چھپا ہے جس میں ایک گورے نے ہاتھ سے ہل پکڑا ہوا ہے اور چھوٹے پانچ سات سال کی عمر کے کالے بچے جانوروں کی طرح ہل کو آگے سے کھینچ رہے ہیں۔

ایک گواہ نے کمیشن کو بتایا کہ "میں نے لڑکیوں کو بالکل ننگی حالت میں کرسیوں کے ساتھ بندھے دیکھا ہے جن پر کوڑے برسائے جا رہے تھے۔ ہم میں سے سبھی کمروں میں بند کئے جانے کی اذیت برداشت کر چکی ہیں۔ ہمیں اندھیرے کمروں میں بند کر دیا جاتا تھا"۔

مذکورہ بالا رپورٹ کے جو چند اقتباسات اخباروں میں شائع ہوئے ہیں ان سے بہت گوروں کو یہ احساس ہوا ہے کہ ہم اور ہمارے آباؤ اجداد کالے قدیم باشندوں پر ظلم کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے وزیر اعظم جان ہاورڈ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ایبورجنیز سے معافی مانگیں۔ چنانچہ وزیر اعظم نے اپنی ذاتی حیثیت میں جو کچھ ماضی میں ہوتا رہا اس پر افسوس کا اظہار کیا ہے لیکن وزیر اعظم کی حیثیت سے یعنی حکومت کی طرف سے معافی نہیں مانگی کیونکہ انہیں خدشہ ہے کہ ایسا کرنے کی صورت میں ظلم سہنے والے معاوضہ کا مطالبہ شروع کر دیں گے جیسا کہ کمیشن نے بھی اپنی رپورٹ میں زیادتیوں کا نشانہ بننے والوں کو معاوضہ ادا کرنے کی سفارش کی ہے۔

ایسے لوگ جو استعماریت کی ذہنیت کو بے نقاب دیکھنا چاہتے ہیں ان کے لئے مذکورہ بالا رپورٹ کا مطالعہ دلچسپی کا حامل ہوگا۔ ☆......☆......☆

رمضان المبارک میں عالمی درس قرآن کریم

ماہ رمضان المبارک کا آغاز ۳۱ر دسمبر ۱۹۹۷ء کو ہو رہا ہے۔ اس بابرکت مہینہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد فضل لندن میں روزانہ نماز ظہر سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے (ماسوا جمعۃ المبارک) قرآن مجید کا درس ارشاد فرمایا کریں گے جو انشاء اللہ تعالیٰ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا جائے گا۔ احباب جماعت دیگر تفصیلات کے لئے مسجد فضل لندن سے رابطہ فرمائیں۔

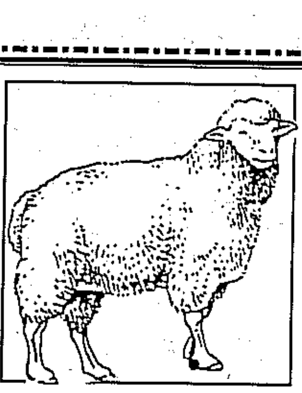

DEUTSCHES LAMM

حلال گوشت کے خواہشمند حضرات
بذریعہ فون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر
فوری رابطہ کر کے تازہ گوشت حاصل کریں

احمد برادرز

Ch. Iftikhar Ahmad, Baeder Str.24,; 23626 Ratekau Germany
Tel: 04504-201 Fax:04504-202 Mobil: 0171 7923633

احمد سروس سنٹر

Ahmad Service Centre
Inh: Qamar Ahmad Ata

فرانکفورٹ میں شاپنگ سنٹر (Zeil) پر ٹریول ایجنسی اور دفتر ترجمانی
بین الاقوامی ہوائی سفر کے لئے بارعایت ٹکٹیں۔ تمام زبانوں کے لئے ترجمہ کی سہولت
سماجی، رفاہی معاملات اور اسائیلم کیسز میں باقاعدہ رہنمائی اور مشورہ

Reisedienst, Ubersetzungsburo, Soziale Beratung, Import/Export
Stiftstr. 2, 60313 Frankfurt/Main
Tel: 069-91395407?8, Fax: 069-91395409

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو اور انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ اہم مضامین کا خلاصہ بھی تیار کرکے ارسال کیا کریں-

امرائے کرام اور متعلقہ عہدیداران سے درخواست ہے کہ اپنے رسائل حسب ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,
6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

دنیا کا پہلا آئینی شہنشاہ
حمورابی

حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کا ایک مقالہ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۸ر اکتوبر ۹۷ء میں ایک سابقہ اشاعت سے منقول ہے جس میں دنیا کی پہلی آئینی بادشاہت کے بارے میں تحقیق پیش کی گئی ہے-

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلی وسیع قطعات ارض سے تعلق رکھنے والی قانونی حکومت مشرق وسطیٰ میں قائم ہوئی- پھر بالترتیب مصر، مشرق الاقصیٰ ہند، یونان اور روم میں قانون کا احترام کیا جانے لگا- حضرت مسیح علیہ السلام سے قریباً چھ ہزار سال پہلے دریائے دجلہ و فرات کے دو آبے "اکد" اور "سومر"، جو آج عراق کا جنوبی حصہ ہیں، انسانی تہذیب و تمدن کا گہوارہ بنے- اس خطہ کا مشہور شہر بابل بغداد سے ۵۰-۶۰ میل جنوب مغرب میں دریائے فرات کے بائیں کنارے آباد تھا- بابل دراصل باب ایل کا مرکب ہے- باب کے معنے دروازہ اور ایل کے معنے خدا کے ہیں یعنی خداؤں یا دیوتاؤں کا دروازہ- تاریخ دان متفق ہیں کہ اموری خاندان بابل کا پہلا شاہی خاندان تھا جس کا چھٹا بادشاہ حمورابی ہے جس نے اپنے ملکی قوانین کو محفوظ کرکے تاریخ میں لازوال شہرت حاصل کی- یہ خاندان تین صدیوں تک حاکم رہا اور اس کے گیارہ بادشاہ ہوئے-

حمورابی دو ہزار قبل مسیح میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں مسند نشین ہوا اور ۴۳ سال تک شان و شوکت سے حکومت کرتا رہا- بائبل میں اسے امرافیل کے نام سے یاد کیا گیا ہے- اس نے ابتدائی دس سالوں میں کئی علاقے فتح کرکے اپنی سلطنت کو وسعت دی اور پھر اہم شہروں کی فصیلوں کو مستحکم کیا، نہریں بنوائیں اور کھیتی باڑی کے کام میں لوگوں کو سہولتیں مہیا کرکے ملک میں خوشحالی کو فروغ دیا- بادشاہ بننے کے ۳۰ سال بعد اس نے اپنے دشمن ملک عیلام پر حملہ کیا- علامی پہلے بھی بابل کو کافی زک پہنچا چکے تھے- حمورابی نے عیلامیوں کو شکست دے کر ان کے بادشاہ کو گرفتار کیا اور باجگذاری کے اقرار پر اس کی جاں بخشی کی- ۳۹ سال جلوس میں اس نے اسیریا کو بھی فتح کرلیا-

حمورابی بہت بیدار مغز، منتظم، متقی بادشاہ تھا- تاریخ میں اس کے کئی خطوط محفوظ ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ سلطنت کے بارہ میں اس کی کتنی وسیع نظر تھی- مثلاً اس نے اپنے ایک والی کو لکھا :

۱- دمنوم نہر کے کنارے جن زمینداروں کی زمین ہے انہیں لگاکر نہر صاف کرائی جائے اور اس کی تہہ کی مٹی نکلوائی جائے- یہ کام اس ماہ کے اندر اندر مکمل ہو جائے-

۲- معلوم ہوا ہے کہ فلاں شہر میں فلاں سرکاری ملازم نے رشوت لی ہے- فوراً تحقیقات کراؤ اور جرم ثابت ہو تو رشوت کا مال سربمہر کرکے مرتشی اور گواہوں کو یہاں بھیج دو-

۳- ایک شخص نے شکایت کی ہے کہ میں نے زمین رہن رکھ کر قرض لیا تھا لیکن قرض خواہ نے نہ صرف فصل پر قبضہ کرلیا ہے بلکہ زمین بھی واپس نہیں دیتا- یہاں بابل کے دفتر سے معلوم ہوا ہے کہ زمین واقعی اس شخص کی ملکیت ہے پس یہ زمین واپس دلاکر اسے سزا دی جائے-

۴- ایک شخص نے دعویٰ کیا ہے کہ تین برس پہلے اس نے فلاں عامل کو تین "پیمانہ" غلہ قرض دیا تھا جو وہ باوجود مطالبوں کے واپس نہیں کرتا- ہم نے عامل مذکور کی دستخطی رسید مدعی کے پاس ملاحظہ کی ہے- فوراً اصل معہ سود اس عامل سے وصول کرکے قرض خواہ کو دیا جائے-

۵- ہتھیار بنانے والے کاریگروں کو لکڑی کی ضرورت ہے- ۲۰۰ ۷ ٹکڑے درکار ہیں- لکڑی ٹھوس ہو- ہر ایک ٹکڑا وزن میں تہائی یا نصف ذراع سے زیادہ نہ ہو اور لمبائی میں دو بالشت سے چار بالشت تک ہو- درخت گھن کے کھائے ہوئے نہ ہوں بلکہ مضبوط اور ٹھوس ہوں- یہ کام فوراً ہونا چاہئے کاریگر بیکار نہ بیٹھے رہیں-

ان احکام سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حمورابی اپنی سلطنت کے لئے کتنا بیدار مغز تھا- اپنی حکومت کے آخری ایام میں اس نے تمام ملکی قوانین کو ایک سنگی کتبہ میں کندہ کرواکے سپارا کے مندر میں نصب کروادیا- یہ کتبہ سات فٹ چار انچ لمبا اور دو فٹ گھیر میں تھا جو قریباً ایک ہزار سال تک وہاں نصب رہا اور پھر علامی بادشاہ بخت نے بابل پر حملہ کیا اور یہ کتبہ اپنے دارالخلافہ سوس میں اٹھالایا جہاں سے کھدائی کے دوران ۱۹۰۱ء میں یہ کتبہ مورگان فرانسیسی کو ملا- اس کتبہ کا سیٹل نے ترجمہ کیا اور ۱۹۰۲ء میں حکومت فرانس نے کتبہ کی اصل عبارت اور ترجمہ کتابی صورت میں شائع کردیا- اصل کتبہ پیرس کے میوزیم میں موجود ہے اور برٹش میوزیم میں اس کا ایک نہایت عمدہ چربہ رکھا گیا ہے- یہ کتبہ غالباً دنیا کا پہلا تحریری قانون ہے- زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے ان قوانین کو مترجم نے ۲۸۲ ردفعات میں تقسیم کیا ہے- چند قوانین ملاحظہ ہوں :

- اگر کوئی شخص کسی کو بددعا دے اور ایسا کرنے کیلئے اس کے پاس کوئی معقول وجہ نہ ہو تو اس کی سزا قتل ہے-

- مقدمے میں بلا عذر (یعنی جان کو خطرہ نہ ہو تو) جھوٹی گواہی دینے والے کی سزا قتل ہے-

- اگر ثابت ہو جائے تو قاضی نے دانستہ غلط فیصلہ کیا ہے تو قاضی کو عہدہ سے برخاست کرکے جرمانہ وصول کیا جائے-

- ڈاکو کی سزا قتل ہے- اگر ڈاکو گرفتار نہ ہوسکے تو جس علاقہ میں ڈاکہ پڑا ہے وہاں کی برادری نقصان پورا کرے-

- جس مقروض کی کھیتی تباہ ہو جائے وہ قرض خواہ کو اس سال قرض اور سود نہ دے-

- جو نکاح نامہ کے بغیر کسی عورت سے تعلق قائم کرے تو وہ اس کی قانونا بیوی نہیں ہوگی-

- اگر کسی نے اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کی تو اس کے مرنے کے بعد وہ چیز بیٹے کی رہے گی اور ترکہ میں تقسیم نہیں ہوگی-

- جس نے اپنے بیٹوں کی شادیاں کیں لیکن چھوٹے بیٹے کی شادی سے پہلے مرگیا تو تقسیم ورثہ کے وقت چھوٹے بیٹے کو مقررہ حصہ کے علاوہ زرِ عروسی بھی دیا جائے-

-......☆......☆......☆......-

کچھ یادیں کچھ تحریریں

جماعت احمدیہ کینیڈا کے ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" جولائی ۹۷ء میں مکرم ڈاکٹر میاں محمد طاہر صاحب اپنے مضمون میں ۴۷ء میں دفاع قادیان کا نقشہ کھینچتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ جب فسادات شدید ہوگئے تو ایک کمیٹی قائم کردی گئی جس کے اراکین قصر خلافت میں جمع ہوگئے اور ان میں سے اکثر کا قیام حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے گھر میں تھا- ۳ر اکتوبر کو پو پھٹنے سے پہلے دارالصحت کی طرف سے قادیان کے مرکزی حصے پر حملہ ہوا- ایک طرف گلی میں سے حملہ آور بڑھ رہے تھے اور دوسری طرف اجاگر سنگھ کے کئی منزلہ مکان سے گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی- بندوقوں کا رخ مسجد اقصیٰ، قصر خلافت، حلقہ مسجد فضل اور دارالصحت کی طرف تھا اور حملہ آوروں کا مقصد قادیان کے مرکزی حصے پر قبضہ کرنا تھا- اس وقت ہمارے نگران حلقہ مرزا محمد حیات صاحب نے مجھے حکم دیا کہ میں قصر خلافت میں جاؤں اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ سے پوچھوں کہ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے کیونکہ اس وقت تک ہمیں قادیان کے اندر لڑنے کی اجازت نہ تھی- ہم لوگ حضرت ڈاکٹر غلام غوث صاحبؓ کے مکان سے ملحقہ مکان میں جمع تھے- میں اسی وقت خان محمد امین خان مبلغ بخارا کے مکان کی چھت پر سے ہوتا ہوا مرزا گل محمد صاحبؓ کے مکان کی طرف بڑھا تو گولیاں میرا تعاقب کرتی رہیں- وہاں سے مسجد مبارک سے ہوتا ہوا قصر خلافت میں داخل ہوگیا- سیڑھیوں پر پاؤں رکھا ہی تھا کہ پھر گولیوں کی آواز سنائی دی جو میرے سیدھے ہاتھ والی دیوار پر لگ رہی تھیں- میں تیزی سے سیڑھیاں اتر کر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے مکان میں داخل ہوگیا- تخت والے کمرے میں میرے والد میاں عطاء اللہ صاحب (ایڈووکیٹ راولپنڈی) ٹہل رہے تھے- حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ وہیں تخت پر بیٹھے تھے- میں نے سلام کے بعد میاں صاحب کے متعلق پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ تو مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے ہیں اور یہ کہ لڑائی کی اجازت ہوچکی ہے-...... اباجان کے بستر کے قریب ہی بندوق اور کارتوسوں کا تھیلا رکھا تھا، میں نے اٹھایا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے مسکراتے ہوئے اباجان کو سلام کیا- انہوں نے بھی مسکراکر میری طرف دیکھا اور کہا "اچھا بیٹا! جاؤ اب قیامت کے دن ملیں گے"- چند لمحے بعد میں اپنے ساتھیوں سمیت لڑنے کے لئے مقام دفاع پر پہنچ گیا-

مضمون نگار مزید لکھتے ہیں کہ ۴۷ء سے پہلے جب انگریزوں کے خلاف ملک میں آگ بھڑکی ہوئی تھی تو خاندان مغلیہ اور مسلمانوں کے غدر کے زمانے کے حالات پڑھ پڑھ کر میرا خون کھول اٹھتا اور میں سمجھ نہ سکتا کہ آخر حضرت مسیح موعودؑ نے اس انگریز کی تعریف کیوں کی ہے جس نے ایک بادشاہ قوم کو گداگر بنادیا اور اس کے ملک پر قبضہ کرلیا- ایک دن میں نے یہ سوال حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ سے کردیا- آپؓ نے یہ کہانی سنائی کہ ایک کمزور غریب آدمی جس کے پاس تھوڑا سا سامان خورونوش تھا اور کوئی ہتھیار نہ تھا اور وہ اپنی جوان بیٹی کے ہمراہ ایک جنگل پار کرنا چاہتا تھا جس میں جرائم پیشہ لوگ رہتے تھے- وہ جنگل کے کنارے کھڑے ہوکر کبھی اپنی کمزوری کو دیکھتا اور کبھی اپنی جوان بیٹی کو- یکایک ایک طاقتور آدمی اسلحہ سے لیس آپہنچا اور اسے بحفاظت اس کے گھر پہنچا دیا...... اب بتاؤ کیا اس بوڑھے کو اس آدمی کا شکریہ ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟ میں نے کہا خوب شکریہ ادا کرنا چاہئے- اس پر آپؓ نے فرمایا کہ جب پنجاب میں مغلوں کی حکومت کمزور ہوگئی تو سکھوں نے زور پکڑا اور لوٹ مار کا میدان بنادیا- کسی مسلمان کی جان، مال اور عزت محفوظ نہ تھی- جسے چاہتے لوٹتے، قتل کرتے اور جس کی چاہتے لڑکیاں اٹھاکر لے جاتے- مساجد مقفل کردی گئیں، اذان کی اجازت نہ تھی، باجماعت نماز کی اجازت نہ تھی، قرآن پڑھنے اور تہوار منانا ممنوع تھا- حضرت سید احمد بریلویؒ اور حضرت اسماعیل شہیدؒ نے سکھوں کے خلاف جہاد کیا لیکن انگریز کے خلاف جہاد نہیں کیا- مسلمانوں کی حالت اس بوڑھے بیکس کی تھی جو کہ اپنی جوان بیٹی کو باعزت و باآبرو جنگل کے پار لے جانا چاہ رہا تھا- پھر یکایک پنجاب میں انگریز آگیا- اس نے نہ صرف امن قائم کیا بلکہ تمام مذہبی حقوق بھی عطا کئے اور تبلیغ کی اجازت بھی دیدی- چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ جنہیں اسلام اپنی جان سے زیادہ عزیز تھا وہ کیوں شکر گزار نہ ہوتے؟

ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" اگست ۹۷ء میں اسی مضمون کی دوسری قسط میں مضمون نگار اپنے والد محترم میاں عطاء اللہ صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ کا ایک خط نقل کرتے ہیں جو محترم میاں صاحب کی وفات کے بعد ان کی خوبیوں کو بیان کرنے اور پسماندگان سے تعزیت کے لئے تحریر کیا گیا-

-......☆......☆......☆......-

ہمیں موصول شدہ دیگر رسائل میں جماعت احمدیہ میامی کا ماہنامہ "النصیر" جولائی ۹۷ء، مجلس انصار اللہ امریکہ کا مختصر ماہانہ نیوز لیٹر "انصار اللہ نیوز" ستمبر ۹۷ء اور ہفت روزہ "بدر" قادیان کے چند پرچے شامل ہیں- نیز تامل زبان میں جماعت احمدیہ سری لنکا کے زیر اہتمام شائع ہونے والے ماہوار اخبار "تودحن" کا شمارہ برائے ستمبر ۹۷ء بھی موصول ہوا ہے- یہ اخبار قریباً ۸۰ برس سے (ناغہ کے ساتھ) شائع ہورہا ہے اور تامل زبان میں تربیتی و تبلیغی مواد پیش کرتا ہے- مذکورہ شمارہ میں بعض اعلانات، مختلف کتب کا تعارف اور مختصر مضامین بھی شامل اشاعت ہیں- تبلیغی نکتہ نظر سے اس اخبار کو منگوانے کی خواہش رکھنے والے حسب ذیل پتہ پر رابطہ فرمائیں :

Mr. S. A. Rahman
No. 5 Star Lane, Sellakanda,
Negombo, Sri Lanka.

-......☆......☆......☆......-

Watch Huzur everyday on Intelsat
Zee Cards & Dec.
Rec. LNB Dish
are availabie
Zee TV Authorised Agent
>SUPER OFFER<
ASIA Net, APNA Tv.
Decoder is available: Just call or Fax
Saeed A.Khan
TEL: 0049 8257 1694
FAX: 0049 8257 928828

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya Programme Schedule for Transmission

19/12/97 - 25/12/97

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or fax +44 181 874 8344

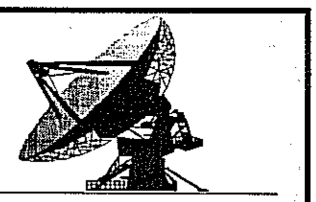

Friday 19th December 1997
17 Sha'aban

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner: Tarteel ul Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Opening Address by Huzoor - Jalsa Salana Qadian '97
05.00	Homoeopathy Class with Huzoor(R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30	Children's Corner : Tarteel ul Quran
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Moshaira: Moshaira Islamabad '96 - Part 2 (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class
11.00	Computers For Everyone-Part 38
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque' London, UK
14.00	Bengali Programme
14.30	Rencontre Avec Les Francophones Huzoor's Mulaqat with French Speaking Friends
15.30	Friday Sermon By Huzoor (R)
17.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1) Kinderparadies 2) Willkommen in Deutschland 'Glashuttle' 3) Nazm
20.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor
21.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan - "First Aid"
21.30	Friday Sermon by Huzoor (R)
22.45	Rencontre Avec Les Franco-phones Mulaqat with Huzoor with French Speaking Friends.

Saturday 20th December 1997
18 Sha'aban

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA USA Production: 1) Interview with a new Ahmadi 2) Meeting with Ata ur Rehman Sb - Amir Jamaat Sahiwal
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Computers For Everyone-Part 38
05.00	Rencontre Avec Les Franco-phones, Mulaqat with Huzoor with French Speaking guests
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
07.00	Saraiki Programme
08.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan -(R)
08.45	Liqaa Ma'al Arab
10.00	LIVE JALSA SALANA QADIAN - 1997 - Concluding Speech by Huzoor
13.00	Indonesian Hour: 1) Sirat-un-Nabi (saw) 2) Balinese Poem 3) Dialogue
14.00	Bengali Programme
15.00	Children's Mulaqat with Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Arabic Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class (N)
19.30	German Service: 1) Sport 'Fu ball' 2) Der Diskussionskreis 'Sinn des Lebens II' 3) Nazm
20.30	Aap Ka Khat Mila with Syed Naseer Shah Sahib
21.00	Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.00	Jalsa Salana Qadian '97 - Concluding Speech by Huzoor

Sunday 21st December 1997
19 Sha'aban

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner: My Town by Nasirat ul Ahmadiyya
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Jalsa Salana Qadian '97 - Concluding Speech by Huzoor
04.30	Hikayat-e-Shereen
05.00	Children's Mulaqat with Huzoor
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30	Children's Corner: My Town
07.00	Friday Sermon By Huzoor - Rec. 19.12.97
08.00	Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV-
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Aap Ka Khat Mila with Syed Naseer Shah Sahib
11.30	MTA Variety - History of Norway - Land of Vikings
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme
15.00	Mulaqat with Huzoor with English speaking friends
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme
18.05	Tilawat ,Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class (N)
19.30	German Service: 1)Physik 'Wiederholung' 2) Kindersendubg mit Ameer Sahib
20.30	Children's Corner - Kudak No 11
21.00	Swedish Desk
21.30	Quiz by Lajna - Booray Wala VS Kout Abdul Malik
22.00	Dars-ul-Quran (No. 27) (1996) By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.25	Learning Chinese

Monday 22nd December 1997
20 Sha'aban

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner: Kudak No 11
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Aap Ka khat Mila with Naseer Shah Sahib
02.30	MTA Variety - History of Norway - Land of Vikings
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese (R)
05.00	Mulaqat With Huzoor with English Speaking friends(R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner: Kudak No 11
07.00	Dars-ul-Quran (No. 27) (1996) By Huzoor,Fazl Mosque,London (R)
08.30	Quiz by Lajna: Booray Wala VS Kout Abdul Malik
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Sports: 6th All Pakistan Sports Ralley
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme
15.0	Homoeopathy Class with Huzor
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1)Begegnung mit Hazoor II 2) Mach Mit "Ribbenreis", "Rasmalai" 3) Gute Nacht Geschicten
20.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
21.00	MTA Switzerland -
21.30	Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.0	Homoeopathy Class
23.25	Learning Norwegian

Tuesday 23rd December 1997
21 Sha'aban

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Sports: 6th All Pakistan Sports Ralley
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Homoeopathy Class
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Islamic Teachings-Rohani Khazaine
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Medical Matters: 1) Basic Oral Hygiene 2) Jaundice
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme
15.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (N)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30	Urdu Class (N)
19.30	German Service: 1) Mathematik 'Antiproportionalitat' 2) Kinder-adoption II 3) Gut Nacht Geschicten
20.30	Children's Corner : Tarteel ul Quran
21.00	MTA Belgium : 1) Speech by Ameer Sahib 2) Speech about the Holy Quran
21.30	Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00	Hikayat-e-Shereen (N)
23.25	Learning French.

Wednesday 24th December 1997
22 Sha'aban

00.05	Tilawat, Seerat-un-Nabi, News
00.30	Children's Corner :Tarteel ul Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters: 1) Basic Oral Hygiene 2) Jaundice
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
04.30	Hikayat-e-Shereen
05.00	Tarjumatul Quran Class (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.30	Children's Corner: Tarteel ul Quran
07.00	Swahili Programme
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Roshni Da Safar
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Arabic
13.00	Indonesian Hour: 1) MTA Sport 2) Malfoozat 3) Nazm
14.00	Bengali Programme
15.00	Tarjumatul Quran Class (R)
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	French Programme
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1)Der weg zum Islam 1II 2) Spielecke 3) Nazm
20.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor Children's Corner
21.00	Al Maidah : Chicken Roast
21.45	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00	Learning Turkish
23.25	Arabic Programme.

Thursday 25th December 1997
23 Sha'aban

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Canadian Desk - Tech Talk N0 15
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Turkish (R)
04.30	Arabic Programme
05.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor(R)
07.00	Sindhi Programme. -Translation of Friday Sermon - 12.4.96
08.00	Al Maidah: Chicken Roast
08.55	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class
11.00	Quiz Programme - History of Ahmadiyyat - Part 26
11.30	A Page from the History of Islam by B.A. Rafiq
12.00	Tilawat, News
13.00	Indonesian Hour: 1) Tilawat 2) Dialogue 3) Malfoozat
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class With Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Russian Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1) Kinderparadies 2) Der Diskussionskreis "Weihnachten und Nuejahr" 3) Nazm
20.30	Children's Corner: Tarteel ul Quran
21.00	Bazm-e-Moshaira: "Shaan-e-Quran" organised by Nizarat-e-Taleem-ul-Quran, Rabwah
22.00	Homoeopathy Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.25	Learning Dutch

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (0181) 870 8517

Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 Friday, December 19, 1997 No. 51

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب بقضائے الٰہی رحلت فرما گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے بیٹے، حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب، ناظر اعلیٰ و صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان و امیر مقامی ربوہ وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

حضرت صاحبزادہ صاحب کئی سال سے دل کے عارضہ میں مبتلا تھے مگر آپ کو کئی بار خلاف توقع لمبی عمر حاصل ہوتی رہی۔ چند سال قبل آپ کو دل کا شدید دورہ پڑا۔ آپ ہسپتال میں داخل رہے۔ دل کا دورہ اس قدر شدید تھا کہ بظاہر آپ کی جان بچنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ طبیعت بہتر ہونے پر ڈاکٹروں نے آپ کو چھ ماہ مکمل طور پر بستر پر لیٹے رہنے کی ہدایت کی۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر فضل فرمایا اور آپ صحت یاب ہو کر حسب معمول اپنی اہم ترین دینی خدمات پر حاضر ہوگئے۔ گزشتہ چند ماہ سے آپ کی صحت زیادہ خراب رہنے لگی۔ ۴ر دسمبر کو فضل عمر ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ آپ کا دل بیحد کمزور ہو چکا تھا اور سانس کی بھی تکلیف تھی۔ چنانچہ دس دسمبر کو صبح دس بج کر پچاس منٹ پر آپ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اللھم اغفر لہ وارفع درجاتہ.

مختصر سوانحی خاکہ

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ۱۳ر مارچ ۱۹۱۱ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت بوزینب صاحبہ بنت حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے صاحبزادے تھے۔ آپ حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کے دوسرے پوتے تھے۔ آپ کے والد گرامی حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ حضرت مسیح موعودؑ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔

حضرت مرزا منصور احمد صاحب نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ بعدازاں آپ لاہور میں کالج میں زیر تعلیم رہے۔

بچپن سے ہی آپ کو شکار کا بہت شوق تھا۔ اس کے علاوہ آپ اچھے اتھلیٹ اور فٹ بال اور والی بال کے کھلاڑی تھے اور باکسنگ بھی کھیلتے رہے۔ قادیان سپورٹس یونین کلب کا قیام عمل میں آیا تو حضرت میاں منصور احمد صاحب اس کے صدر تھے۔

۲ر جولائی ۱۹۳۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ آپ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی صاحبزادی محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ مدظلھا سے ہوا۔ اگلے ماہ ۲۶ر اگست ۱۹۳۴ء کو تقریب شادی عمل میں آئی۔

آپ کو مختلف حیثیتوں سے اہم جماعتی خدمات کی سعادت حاصل ہوئی۔ خدام الاحمدیہ میں آپ کی خدمات کا آغاز ۴۱-۱۹۴۰ء سے ہوا جب آپ کو نائب صدر بنایا گیا۔ اس کے ساتھ مہتمم صحت جسمانی کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد رہی۔ دو سال یہ سلسلہ جاری رہا۔ ۴۳-۱۹۴۲ء میں نائب صدارت کے ساتھ آپ کو مہتمم عمومی کا عہدہ بھی دیا گیا۔ یہ عہدہ بھی دو سال آپ کے سپرد رہا۔ اس طرح سے آپ چار سال تک مجلس خدام الاحمدیہ کے نائب صدر رہے۔ اس کے بعد ایک سال ۴۵-۱۹۴۴ء میں آپ کے سپرد مہتمم صحت جسمانی کی ذمہ داری رہی۔

مجلس انصار اللہ مرکزیہ میں ۱۹۵۶ء اور ۱۹۵۷ء میں قائد تربیت کے طور پر اور ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۹ء تک قائد صحت جسمانی وذہانت کے عہدوں پر خدمات بجالانے کی سعادت ملی۔ اس طرح آپ ۱۳ سال تک انصار اللہ مرکزیہ کے قائد رہے۔

امیر مقامی کے عہدہ جلیلہ پر آپ کی تاریخ ساز خدمات کا ایک پہلو تو وہ تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لندن جانے سے شروع ہوا لیکن اس سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے وقت سے جب بھی حضور ربوہ سے باہر جاتے تو امیر مقامی کی ذمہ داری اول طور پر آپ ہی کے سپرد ہوتی۔ اگر آپ بھی ربوہ سے باہر ہوتے تو پھر کسی اور بزرگ کا تقرر ہوتا۔ سب سے پہلے آپ امیر مقامی تین سے چھ جون ۱۹۶۷ء کو بنے تھے۔ اس وقت ابھی آپ ناظر اعلیٰ نہ تھے۔ ناظر اعلیٰ بننے سے پہلے نو(۹) مرتبہ آپ امیر مقامی بنے۔ ۱۹۷۱ء میں آپ کے ناظر اعلیٰ بننے کے بعد تو گویا یہ سلسلہ مستقل ہو گیا۔ مجموعی طور پر ۴۵ بار آپ کو امیر مقامی بنایا گیا جس کا مجموعی عرصہ ایک سال تین ماہ بنتا ہے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے لندن تشریف لے جانے کے بعد تو آپ مستقل امیر مقامی ہو گئے۔

۱۶ر جون ۱۹۶۲ء کو آپ کی پہلی تقرری بطور نائب ناظر امور عامہ ہوئی۔ ۸۔ جولائی ۱۹۶۲ء کو آپ کو قائم مقام ناظر امور خارجہ بھی بنادیا گیا۔ قائم مقام کی یہ تقرری اس سال کے آخر تک جاری رہی۔ یکم مئی ۱۹۶۴ء سے آپ کو ناظر امور عامہ کے عہدے پر فائز کیا گیا۔ اور ۱۹۶۹ میں آپ کے سپرد ناظر امور خارجہ کا عہدہ بھی ہو گیا۔

یکم مئی ۱۹۷۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کی غیر معمولی صلاحیتیں دیکھ کر آپ کو صدر انجمن احمدیہ کے اعلیٰ ترین عہدے پر فائز فرمایا اور ناظر اعلیٰ مقرر فرمایا اور اس کے ساتھ ہی آپ کی دینی خدمات کا ایک غیر معمولی اور تاریخ ساز دور شروع ہوا۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس عہدے پر اپنی وفات تک فائز رہے۔ یہ عہدہ آپ کے پاس ساڑھے ۲۶ سال رہا۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ناظر اعلیٰ کے عہدے پر فائز رہنے کا یہ سب سے بڑا عرصہ ہے۔ اس دوران ناظر زراعت اور ۱۹۸۳ء میں آپ کے سپرد ناظر ضیافت کا کام بھی رہا۔ ۱۹۸۴ء میں حضرت مولانا محمد دین صاحبؓ کی وفات کے بعد ایک اور وقیع عہدہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے آپ کے سپرد فرمایا یعنی صدر، صدر انجمن احمدیہ کا عہدہ۔ تا وفات آپ اس عہدے پر بھی فائز رہے۔ اس طرح صدر، صدر انجمن احمدیہ کا عہدہ ۱۴ سال آپ کے سپرد رہا۔

۱۹۸۴ء میں جب خدائی تقدیر کے تحت حضور ایدہ اللہ کو پاکستان سے ہجرت کرنا پڑی تو پاکستان کے پر آشوب دور میں ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ امیر مقامی ربوہ کی گراں قدر ذمہ داری بھی آپ ہی کے سپرد ہوئی۔ اور اس کے بعد سوائے اس کے کہ کبھی ایک دو دن کے لئے ربوہ سے باہر گئے یا جلسہ سالانہ لندن تشریف لے جاتے رہے تیرہ سال کے طویل عرصہ میں امیر مقامی ہونے کا اعزاز آپ ہی کے سپرد رہا۔ اس طرح سے آپ کو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں طویل ترین عرصہ کے لئے امیر مقامی ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

حضور ایدہ اللہ کی ہجرت کے بعد آپ کی کٹھن ذمہ داریوں میں جو ایک اہم اور تاریخی اضافہ ہوا وہ مجلس مشاورت کی صدارت کا اعزاز آپ کے سپرد ہونا ہے۔ ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۶ء تک صدر مجلس مشاورت کے عہدہ جلیلہ پر فائز رہے۔ ایک سال ۱۹۹۲ء میں جب آپ کی طبیعت ناساز تھی آپ کی بجائے حضرت مرزا عبدالحق صاحب اور ۱۹۹۷ء میں بھی آپ کی خرابی صحت کی وجہ سے محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کو یہ اعزاز عطا ہوا۔ اس طویل عرصہ کے لئے مجلس مشاورت کی صدارت کا اعزاز بھی آپ کا ایک غیر معمولی اور منفرد اعزاز ہے جو آپ کو حاصل ہوتا رہا۔

آپ منصب خلافت کا گہرا عرفان رکھنے والے، خلیفہ وقت کے عاشق اور فدائی، نہایت جری اور بہادر اور بہت صائب الرائے وجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی انتظامی صلاحیتوں سے نوازا تھا اور گہری فراست بخشی تھی۔ آپ کے پسماندگان میں آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ مدظلہا کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں (سلمھم اللہ) جن کے اسماء یہ ہیں :

☆...... محترمہ صاحبزادی امتہ الرؤف صاحبہ بیگم محترم میر مسعود احمد صاحب۔

☆...... محترم صاحبزادہ مرزا ادریس احمد صاحب

☆...... محترمہ صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ (صدر لجنہ پاکستان)، بیگم محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب

☆...... محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب

☆...... محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اب مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی مقرر فرمایا ہے)

آپ کی نماز جنازہ ۱۲ر دسمبر کو بعد نماز جمعہ وعصر مسجد اقصیٰ میں حضرت مرزا عبدالحق صاحب نے پڑھائی۔ جس میں قریباً ۲۵ ہزار افراد شامل ہوئے۔ نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد پہلے سے کئے گئے اعلان کے مطابق خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے افراد، ناظران، وکلاء، نائب ناظران، نائب وکلاء، افسران صیغہ جات، اراکین مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان، اراکین مرکزی مجلس عاملہ انصار اللہ، بزرگان سلسلہ ودیگر متعلقین جنازہ کے قریب پہنچ گئے اور جنازہ کو کندھوں پر اٹھا کر مسجد اقصیٰ سے آہستہ آہستہ روانہ ہوئے اور باقی احباب جماعت نے ہزاروں کی تعداد میں اس کی مشایعت کی۔ جنازہ حضرت اماں جان کی یادگار سے ہوتے ہوئے جب بہشتی مقبرہ کے قریب پہنچا تو وہاں بھی بہت سے احباب پہلے ہی جمع ہو چکے تھے۔ بہشتی مقبرہ کے احاطہ خاص میں تدفین کے مراحل کے دوران ہزاروں کی تعداد میں احباب بہشتی مقبرہ کے اندر موجود تھے۔ تدفین مکمل ہونے پر حضرت مرزا عبدالحق صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔

لندن میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ (فرمودہ ۱۲ر دسمبر) میں آپ کے اوصاف حمیدہ کا مختصر تذکرہ فرمایا اور آپ کی بلندی درجات کے لئے دعا کرتے ہوئے تمام احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو بھی دعا کی تحریک فرمائی۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ الہامات دراصل حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی ذات پر اطلاق پاتے ہیں جن میں آپ کو خلاف توقع اللہ تعالیٰ کی طرف سے لمبی عمر عطا کئے جانے اور خلاف توقع امارت کے منصب پر فائز ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ پاک روح تھے اور بہت دلیر انسان اور خلافت کے حق میں ایک سونتی ہوئی تلوار تھے۔ اس مرتبہ جب آپ لندن تشریف لائے تو بہت خوش تھے اور کہتے تھے کہ میں خوش کیوں نہ ہوں میرا خلیفہ مجھ سے راضی ہے۔ ساری زندگی انہوں نے سادہ گزاری۔ بالکل بے لوث انسان۔ ذرا بھی کوئی انانیت ان کے اندر نہیں تھی۔ ہر چیز میں قناعت پائی جاتی تھی۔ ساری دنیا کے احمدی آپ کے لئے دعاؤں میں مصروف ہیں اور رخصت کا یہ بہت ہی پیارا انداز ہے کہ انسان ساری دنیا کی دعاؤں کو سمیٹے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔

(خطبہ کا قدرے تفصیلی خلاصہ آئندہ شمارہ میں پیش کیا جائے گا)

ادارہ الفضل حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات کے اس موقعہ پر اپنی طرف سے اور تمام قارئین الفضل انٹرنیشنل کی طرف سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اور حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ اور تمام بچگان وجملہ افراد خاندان سے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دلی تعزیت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جانے والی روح پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔

☆......☆......☆

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں :-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔